# تہمینہ الیاس

## مکمل ناول

# آنکھیں میری

وہ پہلی بار اویس حسن کو دیکھ رہی تھی جن کے بارے میں وہ پچھلے کئی دنوں سے اماں کی زبانی سنتی چلی آ رہی تھی، ماں ہر وقت اویس کی شان میں قصیدے پڑھا کرتی تھیں۔

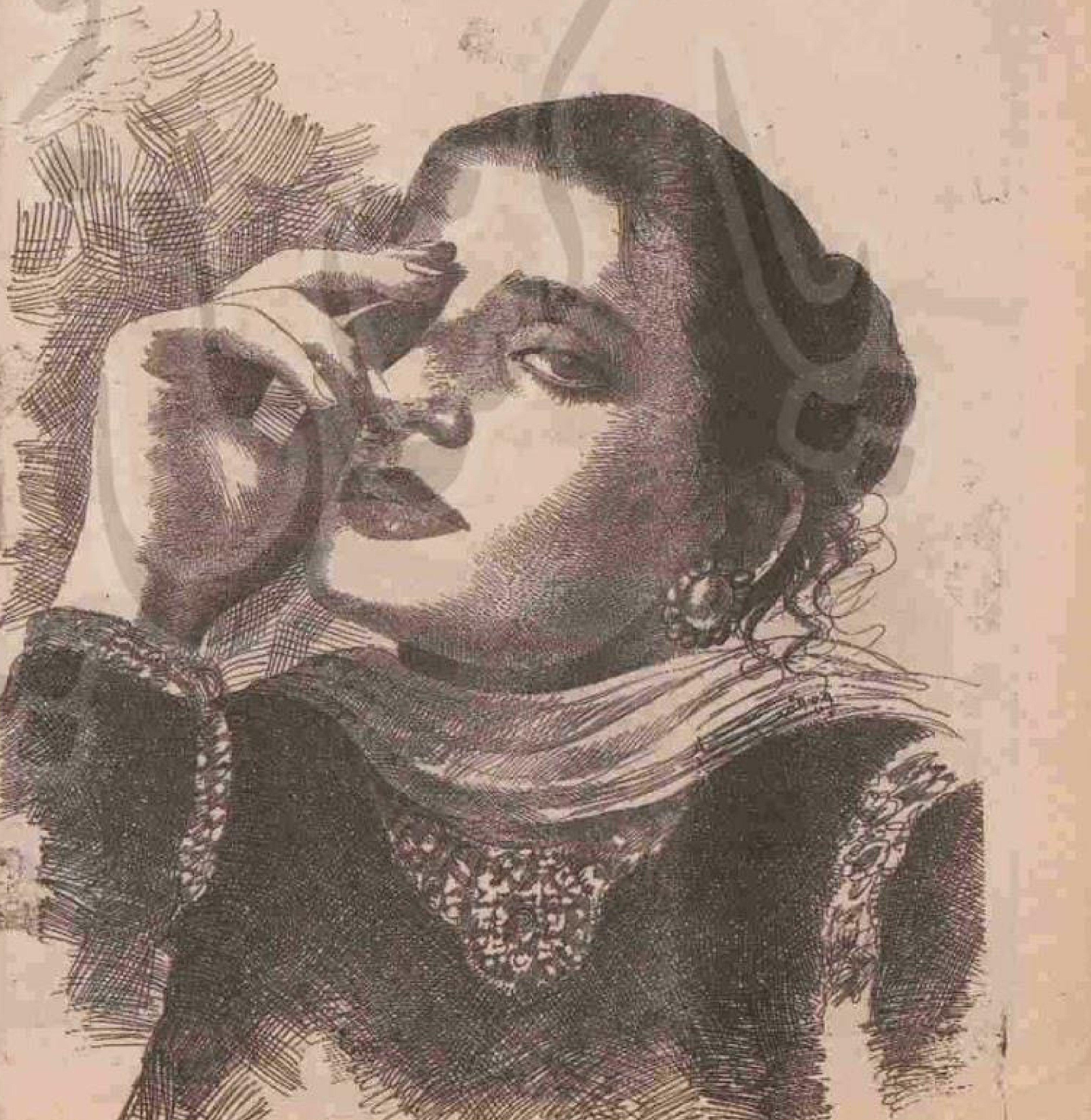

"اویس حسن جیسا خوبرو، سجیلا جوان پورے خاندان میں نہیں ہے نہ ہی اس جیسا ذہین آج تک کوئی ہوگا، جانتی ہو وہ بہت پڑھا لکھا ہے، جب کوئی اویس کا ذکر میرے سامنے کرتا ہے تو میرا سر فخر سے بلند ہونے لگتا ہے، وہ ہے ہی اتنا ذہین کہ سب ہی اس کی ذہانت سے مرعوب نظر آتے ہیں، تم اُسے دیکھو گی تو دیکھتی رہ جاؤ گی"۔ اویس، اماں کی تعریفوں سے بڑھ کر خوبرو تھا۔

"پھپھو! یہ بہت غلط بات ہے آپ کا میں صبح سے انتظار کر رہا تھا اور آپ اب آ رہی ہیں"۔ وہ اماں سے مخاطب تھا جبکہ وہ کھلی آنکھوں سے اویس کو دیکھ رہی تھی۔

"بیٹا! آج ماہین کا پیپر تھا اس لئے دیر ہو گئی آنے میں، ورنہ میں تو صبح سے ہی آنا چاہ رہی تھی"۔ اماں پیار سے اویس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولیں۔

"ماہین کون، آپ کی بیٹی......؟" وہ پوچھ رہا تھا۔

"ہاں یہ ماہین ہے، ماہین بیٹا! بھائی کو سلام تو کر، کن سوچوں میں گم ہے تو"۔ انہوں نے پاس کھڑی ماہین کو ٹھوکا

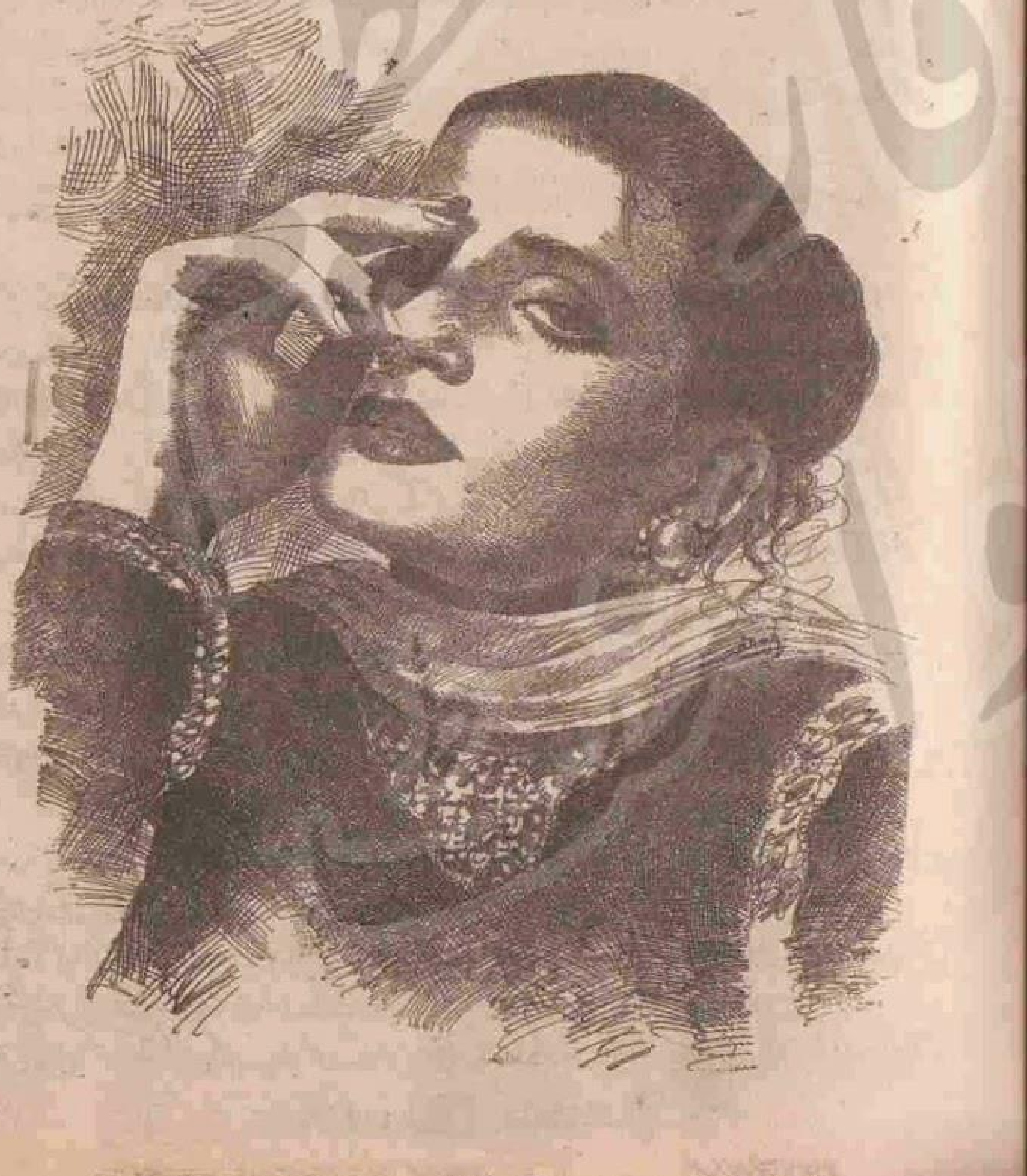

دے کر کہا تو وہ جو اویس کی شخصیت کے سحر میں گم کھڑی تھی چونک اٹھی اور جھٹ ماتھے پر ہاتھ لے جا کر اسے سلام کیا تو وہ ہنسنے لگا۔

"وعلیکم السلام! کون سی کلاس میں پڑھتی ہو تم؟" وہ ماہین کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا تو وہ تھوڑا پزل ہو گئی۔

"بی ایس سی کر رہی ہے بیٹا!" ماہین کی جگہ اماں نے جواب دیا تو وہ پھر مسکرایا۔

"بی ایس سی؟ دیکھنے میں تو یہ اسکول کی اسٹوڈنٹ لگتی ہیں"۔ اویس نے مرعوب ہوتے ہوئے کہا تو وہ ان کی بات پر مسکرا دی۔

"بیٹا! یہ اتنی بھی چھوٹی نہیں لگتی کہ تم اسے اسکول گوئنگ سمجھو"۔ عاصمہ چچی نے کہا تو وہ ہنسنے لگا۔

"چچی! آپ کو کہیں ماہین نے جھوٹ بولنے کے لئے رشوت تو نہیں دی؟ مجھے تو یہ بی ایس سی کی اسٹوڈنٹ کہیں سے نہیں لگتی"۔ وہ شریر ہوا تو وہ مزید جھینپ کر اماں کی کمر کے پیچھے چھپ گئی۔

"رشوت اور میں......" انہوں نے اویس کا کان پکڑ کر کھینچا۔

"چچی! یہ کان میرا ذاتی ہے آپ کیا ٹیچر تھیں پہلے"۔ وہ زور سے کان کھینچے جانے پر پوچھنے لگا۔

"نہ نہیں تو......" وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولیں۔

"کان تو آپ نے میرا ٹیچرز والے انداز میں پکڑا ہوا ہے"۔ اویس کے کہنے پر انہوں نے ہنستے ہوئے اس کا کان چھوڑ دیا' اماں بھی ہنس رہی تھیں۔

"بچپن میں تمہارے کان کھینچے نہیں گئے نا اس لئے اب کھینچ لئے"۔ اماں نے مسکراتے ہوئے اویس کو جواب دیا۔

"پھپھو! اگر میرے کان آپ لوگوں نے بچپن سے کھینچے ہوتے تو زرافے کی گردن کے برابر کے کان ہوتے میرے' تھینک گاڈ! ڈیڈی مجھے یہاں سے لے گئے تھے ورنہ پھوپھی' تائی' چچی اور خالاؤں کے ہاتھوں روز میرے کان کھنچتے' ڈیڈی یو آر ریئلی ویری گریٹ' بچت کر لی آپ نے میری"۔ اویس تشکر بھرے لہجے میں اپنے والد کا شکر گزار ہو رہا تھا۔

"بہت شرارتی ہو گئے ہو اویس تم"۔ عاصمہ اس کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے محبت بھرے لہجے میں بولیں۔

"یہ اور شرارتی' عاصمہ! کیا بات کر رہی ہو' اویس تو شرارتیں کرتا ہی نہیں ہے' یہ تو کبھی کبھی تھوڑا بہت ہنسی مذاق کر لیتا ہے' ویسے عموماً یہ کافی کم گو ہے"۔ اویس کی والدہ آمنہ نے کہا۔

"بھابی! آپ شادی کر دیں اویس کی' اپنی دلہن کے ساتھ مل کر خوب رونق لگا کر رکھے گا گھر میں"۔ سعدیہ نے مشورہ دیا۔

"پھپھو جان! آپ کیوں میری آزادی کے پیچھے پڑی ہیں' میں یونہی ٹھیک ہوں"۔ اویس نے فوراً ہی دامن بچایا۔

"ہاں' اس کے سر پر سہرا سجانے کی جلدی تو مجھے بھی ہے مگر یہ مانتا ہی نہیں' تم لوگ ہی سمجھاؤ اسے"۔ آمنہ نے یہ ذمہ داری ان لوگوں کو سونپ دی۔

"اب تو گیا میں کام سے' یہ ساری چچیاں' پھوپھی اور تائی میری شادی کرا کے ہی دم لیں گی' اب کیا کروں میں' ایک تو ماما بھی بس ہر وقت میری شادی کرانے کے چکر میں لگی رہتی ہیں"۔ وہ جھنجلا کر سوچنے لگا۔

"ہاں بھابی! آرزو تو ہمیں بھی ہے اویس کے سر پر سہرا دیکھنے کی' اویس بیٹا تم اب جلدی سے شادی کر ہی لو تا کہ



تمہیں اور اس گھر کو سنبھالنے والی آ جائے تو بھابی کی فکر کم ہو جائے گی"۔ تابندہ نے اب اویس سے کہا' تو وہ گردن گھما کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا پھر ان کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔

"تائی اماں! میں آپ کو کہاں سے بگڑا ہوا لگتا ہوں جو آپ مجھ کو سدھارنے والی کا انتظام کر رہی ہیں' اگر مجھے سنبھالنے والی خود بگڑی ہوئی امیر زادی آ گئی تو ان خاتون کو کون سنبھالے گا آپ یا ماما؟" وہ ان کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

"ہم ایسی لڑکی کا انتخاب تھوڑی کریں گے جو آ کر گھر کا نقشہ ہی پلٹ دے"۔ عاصمہ نے کہا۔

"نقشہ تو پلٹنا ہی ہے چچی! اب وہ بگڑی ہوئی ہو یا سدھری ہوئی' گھر کا نقشہ تو دونوں ہی صورتوں میں پلٹے گا' جانے دیں اس قصے کو یہیں ختم کرتے ہیں"۔ اویس نے گویا بات ہی ختم کر دی۔

"تمہاری عمر کے سب لڑکوں کی شادیاں ہو چکی ہیں اس لئے اب تمہاری بھی ہو جانی چاہیئے"۔ سعدیہ نے بھی اویس سے کہا۔

"پھپھو! آپ بھی چالیس دشمنوں میں' اب مجھے کون بچائے گا"۔ اویس نے دہائی دی تو وہ لوگ ہنس دیں۔

"اویس! تم ہر بار یہی کرتے ہو' جب تمہاری شادی کا ذکر نکلتا ہے تم یونہی اس بات کو باتوں میں اڑا دیتے ہو' بیٹا شادی تو بہرحال سب ہی کو کرنی پڑتی ہے' اب تم اسے مجبوری کا سودا سمجھو یا خوشی کا' شادی تو تمہاری ہونی ہے"۔ آمنہ نے بیٹے کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"ماما! جو چیز مجبوری میں کی جائے وہ سمجھوتہ بن جاتی ہے اور زندگی میں سمجھوتے کرنا میں نے سیکھا نہیں ہے"۔ قطعیت بھرے لہجے میں بولا۔

"مجبوراً کیوں بیٹا! شادی تو خوشی خوشی کی جاتی ہے"۔ عاصمہ نے اسے سمجھایا' ماہین ان لوگوں کی باتوں کو خاموشی سے سن رہی تھی۔

"آپ لوگ زبردستی کریں گے تو مجبوری ہی لگے گی نا' زبردستی اور مجبوری میں باندھے گئے بندھن ناپائیدار ہوتے ہیں' ذرا سی ٹھیس لگنے پر ٹوٹ بھی جاتے ہیں اور مجھے ناپائیدار چیزیں بالکل پسند نہیں"۔ وہ اب بحث پر اتر آیا تھا۔

"بیٹا! شادی ایک بہت مضبوط بندھن ہے' یہ اتنی آسانی سے نہیں ٹوٹتا' تم ایک بار شادی کر کے تو دیکھو خیالات بدل جائیں گے تمہارے"۔ سعدیہ نے دلیل دے کر کہا۔

"پھپھو! میں ایسے تجربات سے دور ہی رہتا ہوں' اگر بعد میں ساری عمر کے پچھتاوے ہاتھ لگے تو میں بیچارا تو مفت میں مارا جاؤں گا اور ویسے بھی میں نے اس رشتے کو جی کا جنجال بنتے دیکھا ہے وہاں یورپ میں"۔ اویس کسی بات' کسی دلیل سے قائل ہونے کے موڈ میں نظر نہیں آتا تھا۔

"وہاں کی بات رہنے دو اویس! اسی ماحول میں' میں اور تمہارے ڈیڈی بھی رہ کر آئے ہیں' ہم نے تو وہاں کے معاشرے کا چلن اختیار نہیں کیا' تم ان یورپین لوگوں کی جانب دیکھنے کی بجائے ہماری طرف دیکھو کیا کبھی تم نے میرے اور احسن کے رشتے کو الجھتا پایا وہاں؟" آمنہ کی بات پر وہ لاجواب سا ہو گیا' مگر اتنی جلدی ہار ماننے کو تیار نہ تھا۔

"ماما! اب ضروری تو نہیں ہر کپل میں آپ اور ڈیڈی جیسی مثالی انڈر اسٹینڈنگ ہو"۔ اویس نے ان کی جانب دیکھتے ہوئے فوراً ہی جواب دیا۔

"بیٹا! جب تک اس بندھن میں بندھو گے نہیں تو اندازہ کیسے کرو گے"۔ عاصمہ نے کہا۔

"چچی! اب ضروری تو نہیں کہ سمندر میں اتر کر ہی اس کی گہرائی کا اندازہ کیا جائے دوسروں کے تجربے سے بھی تو سیکھا جاسکتا ہے نا"۔

"تو میری جان سیکھو نا کیوں نہیں سیکھتے ہمارے تجربے سے' ہم لوگوں کی زندگی تمہارے سامنے ہے سیکھو اسی سے کچھ تم بھی"۔ آمنہ نے بڑی محبت سے کہا' تو وہ سر کھجانے لگا۔

"سیکھ ہی تو رہا ہوں ماما! آپ سے بھی اور زندگی سے بھی"۔ وہ سنجیدگی سے بولا اور ان لوگوں کے پاس سے اُٹھ کر محسن کے پاس چلا آیا۔

"یہ لڑکا ہر بار اسی طرح کرتا ہے"۔ آمنہ نے اس کے وہاں سے جانے کے بعد کہا۔

"بے فکر رہو آمنہ! ہم اس کی شادی کرا کے ہی دم لیں گے"۔ تابندہ نے کہا۔

"ہاں بھابی! ہم سب مل کر اویس کو قائل کر ہی لیں گے' آج نہیں تو کل وہ شادی کے لئے مان جائے گا"۔ سعدیہ نے کہا تو آمنہ مطمئن ہو گئیں جبکہ اویس' محسن کے ساتھ خوش گپیوں میں لگے ہوئے تھے۔

ماہین اپنی کزنز کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی' اس کی ساری کزنز اویس کی پرسنالٹی کے سحر میں ڈوبی ہوئی تھیں۔

"اویس کے بارے میں جیسا سنا تھا یہ تو اس سے بھی زیادہ ڈیسنٹ اور چارمنگ ہیں' معلوم نہیں کیوں احسن چچا اتنے عرصے ملک سے باہر رہے' اگر احسن چچا یہیں رہے ہوتے تو میں روز کسی نہ کسی بہانے اویس کو ملنے آ جاتی یہاں"۔ فرح نے کہا۔

"تو اب تو احسن چچا یہیں رہیں گے تم کو بہانہ بنانے کی کیا ضرورت ہے' تمہارے چچا کا گھر ہے روز چلی آیا کرنا یہاں اویس کو ملنے"۔ فائزہ نے مفت مشورے سے نوازا تو باقی لڑکیاں ہنسنے لگیں۔

"ویسے چچی جان اویس کے لئے لڑکیاں دیکھ رہی ہیں' جلد ان کی شادی کا ارادہ ہے"۔ ماریہ نے سب کو اندر کی خبر دی۔

"ہائے...... میں مر جاواں' اب تو کچھ کرنا ہی پڑے گا' کاش یہ دور دیس سے آنے والا شہزادہ میرے نصیب میں لکھ دیا جائے"۔ نادیہ نے ادائے دلبری سے کہا تو لڑکیاں ایک بار پھر ہنسنے لگیں۔

"دل تو میرا ابھی بے ایمان ہو رہا ہے انہیں دیکھ کر' ان کی آنکھیں کتنی چمکدار ہیں ایک بار ان میں ڈوب جانے کے بعد کبھی نہ اُبھرنے کی خواہش کروں اگر یہ مجھے مل جائیں تو"۔ فائزہ نے کہا۔

"تو ڈوب جاؤ ناں منع کون کر رہا ہے؟" ماریہ نے کہا۔

"ڈوب تو جاؤں مگر شرط یہی ہے کہ وہ بھی میری خواہش رکھتے ہوں دل میں"۔ فائزہ نے کہا۔

"یہ تو ان کے دل میں جھانکنے کے بعد ہی پتا چلے گا کہ ان کے دل میں کیا ہے؟" نادیہ نے بڑے پتے کی بات کی۔

"مجھے دل میں جھانکنا ہی تو نہیں آتا یار"۔ فائزہ نے کف افسوس سے ہاتھ ملتے ہوئے کہا' سب لڑکیاں ہنس رہی تھیں۔ اویس سے مل کر لڑکیوں کے دل تو بے ایمان ہوئے تھے مگر اویس کی نظرِ انتخاب جانے کس پر ٹھہرنی تھی' لڑکیوں کی راتوں کی نیندیں پردیس سے آنے والے پرنس چارمنگ نے اُڑا دیں تھیں اور خود وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ خاندان کی سب ہی کنواری لڑکیاں ان کے تیرِ نظر سے گھائل ہو چکی ہیں' سب ہی کے دل میں اویس کے ملن کی خواہش جاگ اُٹھی تھی' ان کے خواب جاگتی آنکھیں بننے لگی تھیں مگر کہا جاتا ہے کہ جو خواب جاگتی آنکھیں دیکھا کرتی ہیں ان کو تعبیر کم ہی ملتی ہے' اب کس کے خوابوں کو تعبیر ملنی تھی اور کس کے خوابوں نے ٹوٹنا تھا یہ تو وقت آنے پر ہی منحصر تھا' فائزہ سوچتی۔

"کیا یہ دور دیس سے آنے والا شہزادہ میرے مقدر کا ستارہ بنے گا؟" مگر اس سوال کا جواب ملنا تھوڑا مشکل لگتا تھا کیونکہ اویس نے اپنی کزنز میں کوئی خاص دلچسپی نہیں لی تھی ان کی یہی ادا لڑکیوں کو مزید بھا گئی تھی۔ مگر دل کا کیا کیا جائے' جو ضدی بچے کی طرح اویس کی خواہش میں مچل رہا تھا۔

"بچپن میں کبھی چاند کو چھونے کی خواہش دل میں جاگا کرتی تھی مگر اب تو اویس مجسم چاند بن کر میرے دل کے آنگن میں اُتر آئے ہیں اور مجھے چکور کی طرح اپنا دیوانہ بنا گئے ہیں اور میں چکور بن کر ان کے گرد رقص کرنا چاہتی ہوں' کیا مجھے اور میرے خوابوں کو منزل ملے گی یا میں بھی بس چکور کی طرح نیل گگن پر چمکتے چاند کی طرح اویس کو یونہی تکتی رہوں گی' کیا میں انہیں تسخیر نہیں کر سکتی"۔ نادیہ دل میں سوچ رہی تھی اس کے دل کی دھڑکنیں بھی اویس کو دیکھ کر منتشر ہونے لگتی تھیں۔ لڑکیوں کی بے چینیوں میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا جبکہ اویس کے دل تک ابھی کسی کے پیار نے دستک نہ دی تھی' وہ اب بھی بڑے پرسکون سے تھے۔

"ماہین! یہ پیار بھی کتنا عجیب ہوتا ہے ناں' بنا کسی آہٹ کے ہمارے دل میں اُترتا ہے آسمان پر چمکتے چاند کی طرح"۔ ماریہ' ماہین سے بول رہی تھی۔

"ہوتا ہوگا ماریہ! میں نے کبھی پیار ہی نہیں کیا تو مجھے کیا معلوم کہ یہ کیسے دل میں اُترتا ہے"۔ ماہین اپنی نوٹ بک مسلسل کچھ لکھنے میں مصروف تھی۔

"جانتی ہو یہ پیار چکور کو چاند کے گرد رقص کرواتا ہے' اپنی خواہش میں برس ہا برس دوڑاتا ہے' سمندر بھی چاندنی سے پیار کرتا ہے جب ہی تو چاندنی میں رقص کرتا ہے"۔ ماریہ بول رہی تھی۔

"تمہیں کس کے گرد رقص کروا رہا ہے یہ پیار؟" ماہین نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"اویس......!" ماریہ شرمگیں مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"یار! یہ اویس نہ ہوئے جن ہو گئے' ہر ایک ان کے سحر میں گرفتار ہے"۔ ماہین چڑ گئی۔

"ہاں ان کی شخصیت میں ایسا سحر ہے جس میں' میں بُری طرح جکڑ گئی ہوں"۔ ماریہ نے دل میں سوچا۔

"ماہین! اویس چاند کی طرح ہیں گو کہ ان کو تسخیر کرنا اتنا آسان نہیں ہے مگر ان کے خواب تو آنکھوں میں بُنے جا سکتے ہیں ناں"۔ ماریہ نے کہا۔

"تم بھی رہو ان کے خواب' میں تو جا رہی ہوں گھر' یہاں آنا ہی فضول رہا' تم نے کہا تھا مل کر اسٹڈی کریں گے مگر تم تو یہاں بیٹھ کر اویس کی شخصیت کو اسٹڈی کر رہی ہو"۔ وہ اپنی فائل اور کتابیں اُٹھا کر بیگ کاندھے پر ڈالتے ہوئے قدرے برہم لہجے میں بولی۔

"آج کل تو مجھے کتاب کے لفظوں میں بھی ان کی آنکھیں نظر آتی ہیں"۔ ماریہ آنکھیں بند کرتے ہوئے بولی۔

"پڑھ لیا تم نے اب' ابھی جا کر کہتی ہوں مامی سے لڑکی کی پڑھائی ختم کرا کے اس کے ہاتھ پیلے کرنے کا سوچیں"۔ ماہین نے ماریہ کو ڈرانے کی کوشش کی۔

"اوہ تھینکس یار! پلیز جلدی سے جا کر مما سے کہہ دو' تنہا تنہا اب نہ جیا جائے"۔ وہ خوش ہوتے ہوئے بولی اور ساتھ ہی گنگنانے بھی لگی تو ماہین سر جھٹکتی کمرے سے نکل آئی اور اپنے گھر آنے کے لئے نکل آئی۔

..............☆..............

جہاں لڑکیوں کے دلوں میں اویس کو پانے کی خواہش نے سر ابھارا تھا وہیں بیٹیوں کے والدین کے دلوں میں بھی اسی خواہش نے جنم لیا تھا کہ اویس ان کے داماد بنیں مگر اب وہ خود تو آمنہ اور احسن سے کہہ نہیں سکتے تھے کہ ”آپ لوگ دور کیوں جاتے ہیں ہماری بیٹی سے اویس کی شادی کرلیں“۔ چاہے آمنہ اور احسن سے ان لوگوں کا رشتہ بے تکلفی کا تھا مگر تھے تو لڑکی کے والدین‘ خود کیسے اپنی بیٹی کا رشتہ دیتے‘ بس ہر ماں کے دل میں خواہش تھی۔ آمنہ خود اویس کے لئے ان کی بیٹی کا رشتہ مانگ لیں‘ مگر یہ تو آمنہ پر منحصر تھا کہ ان کی نظر انتخاب کس لڑکی پر ٹھہرتی ہے‘ یوں تو سب ہی لڑکیاں جاذب نظر تھیں مگر پسند تو بہرحال آمنہ نے کرنا تھا سو سب ہی دعا گو تھے کہ قرعہ فال ان کی لڑکی کے نام نکلے۔

..............☆..............

”اگر بھابی! میری ماہین کو اویس کے لئے مانگ لیں تو کتنا اچھا ہو“۔ سعدیہ احمد سے کہہ رہی تھیں۔

”تم ان سب باتوں میں نہ پڑو ماہین ابھی پڑھ رہی ہے‘ تمہیں اگر بھابی نے اویس کے لئے لڑکی دیکھنے کا کہا ہے تو اپنی بیٹی کے بارے میں سوچنے کے لئے نہیں کہا‘ دوسروں کی بچیوں کا سوچو“۔ احمد کو ان کی بات پسند نہیں آئی تو اعتراض کر بیٹھے۔

”کیوں میری ماہین میں کیا بُرائی ہے جو اس کا نہ سوچوں میں‘ ہر ماں پہلے اپنی اولاد کے لئے سوچتی پھر کسی اور کا خیال کرتی ہے“۔ انہوں نے سچائی بیان کی۔

”تو سوچتی رہو ضروری نہیں کہ ماہین ان کے معیار پر پوری اُترے‘ جب اتنے عرصے میں کوئی لڑکی ان کے اور ان کے بیٹے کے معیار پر پوری نہیں اُتری تو آپ نے یہ کیسے جان لیا کہ وہ آپ سے ماہین کا ہاتھ مانگ لیں گی‘ ہوسکتا ہے اویس کو کوئی لڑکی پسند ہو جب ہی تو وہ شادی کی بات کو ٹال جاتا ہے‘ وہ لڑکا یورپ میں رہ کر آیا ہے اپنی مرضی رکھتا ہوگا‘ سراب کے پیچھے مت بھاگو سعدیہ ورنہ پچھتاؤ گی“۔ انہوں نے انہیں تنبیہ کی۔ ماہین جو ابھی ماریہ کے گھر سے لوٹی تھی امی ابو کی بحث سن کر چونکی۔

”اوہ گاڈ! یہ قصہ یہاں بھی چل رہا ہے‘ اویس حسن نہ ہوئے شہزادہ گلفام ہو گئے جو ہر ایک اُن کی آرزو کر رہا ہے“۔ جانے کیوں ماہین اویس کے ذکر پر چڑنے لگی تھی۔

”یہ اماں کو کیا ہو گیا جو وہ میرے لئے اویس کے خواب دیکھ رہی ہیں‘ اویس کسی سے بھی شادی کریں مجھے کیا“۔ وہ بیڈ پر کتابیں اور پرس پھینکتے ہوئے بڑبڑائی۔

”اچھا...... واقعی تمہیں کچھ نہیں‘ تو پھر اویس کے ذکر پر چڑنے کیوں لگتی ہو‘ وہاں ماریہ کے گھر سے بھاگ کیوں آئیں‘ تم کس سے بھاگ رہی ہو ماہین اپنے دل سے؟“ اس کے دل میں کسی نے اس سے سوال کیا تو وہ گھبرا سی گئی۔

”میں کسی سے نہیں بھاگ رہی‘ میں کیوں بھاگوں گی‘ اویس کی شادی ماریہ سے ہو یا فائزہ سے‘ مجھے کیا فرق پڑتا ہے“۔ وہ سر جھٹکتے ہوئے بڑبڑائی۔

”واقعی تمہیں فرق نہیں پڑتا ماہین؟“ اس کے اندر کوئی بیٹھا سوال پر سوال کر رہا تھا۔

”نہیں پڑتا کوئی فرق‘ نہیں پڑتا مجھے“۔ اب وہ ذرا زور سے بولی تو کمرے کے باہر سے گزرتا فہد رُک گیا۔

”ماہین! کیا ہوا کس بات سے فرق نہیں پڑتا تمہیں“۔ وہ اندر آ کر پوچھنے لگا تو وہ گڑبڑا گئی۔

”اس بات سے کہ پاکستان کی کرکٹ ٹیم ہارے یا جیتے مجھے کیا“۔ اس نے فوراً ہی بات بنائی۔

”کیوں ہمیں کیوں کچھ نہیں ہے‘ ہمارے ملک کی ٹیم ہے جیتے گی تو ہمارا نام ہوگا‘ ایک ٹرافی ہمارے کرکٹ بورڈ



میں اور سج جائے گی“۔ فہد نے اس کی بات کی نفی کرتے ہوئے کہا۔

”ہماری ٹیم اب کھیلتی کم ہے دوسری ٹیم کو کھلاتی زیادہ ہے یوں لگتا ہے جیسے پاکستانی ٹیم سامنے والی ٹیم کو کھیلنے کی پریکٹس کروا رہی ہوتی ہے بالکل ٹیم کوچ کی طرح“۔ ماہین نے اپنا پوائنٹ آف ویو بتایا۔

”چلو ہمارے طفیل کچھ لوگ جیتتے تو جاتے ہیں‘ ہم ہار کر بھی سکندر بن جاتے ہیں“۔ فہد نے کہا۔

”اپنی لوجک اپنے پاس رکھو‘ جاؤ یہاں سے بور مت کرو مجھے“۔ وہ پھر چڑ گئی۔

”ماہین! تم آج کل بات بات پر چڑنے کیوں لگی ہو‘ کیا بات ہے کوئی پریشان ہے تمہیں؟“ فہد اب سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

”نہیں بس ایگزامز ہو رہے ہیں اس لئے ٹینشن ہو رہی ہے“۔ ماہین نے اب بات ایگزامز پر رکھ دی۔

”اگر کوئی پرابلم ہو رہی ہے تو میں ہیلپ کرسکتا ہوں‘ تم مجھ سے پڑھ لیا کرو“۔ فہد نے فوراً ہی اپنی خدمات پیش کیں تو وہ مسکرا دی۔

”ہاں ضرور کیوں نہیں‘ تم سے نہیں پوچھوں گی تو اور کس سے پوچھوں گی“۔ وہ سر ہلاتے ہوئے بولی تو فہد مطمئن سا ہو کر باہر نکل گیا جبکہ ماہین نے گہرا سانس لیا۔

..............☆..............

”اویس! تم شادی کرو گے یا نہیں؟“ آمنہ نے بیٹے سے سخت لہجے میں پوچھا۔

”کروں گا ماما! کیوں نہیں کروں گا“۔ وہ ماں کے کڑے تیور دیکھ کر مسکرا کر بولا۔

”ہاں بیٹا! اب شادی کر ہی ڈالو‘ بڑا ارمان ہے مجھے کہ تمہارے بچوں کو اس گھر میں کھیلتا کودتا دیکھوں“۔ تابندہ نے فوراً ہی کہا۔

”اویس! تمہیں ٹریپ کیا جا رہا ہے ڈیئر اب بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے“۔ اویس نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

”بچے تو تائی اماں! محسن کے کھیلتے پھرتے ہیں نا یہاں‘ وہ کافی نہیں ہیں“۔ اویس نے پھر دامن بچانے کی کوشش کی۔

”نہیں وہ کافی نہیں ہیں‘ ہمیں اب تمہارے بچے بھی چاہئیں“۔ عاصمہ چچی نے کہا۔

”کیوں مروانا چاہ رہی ہیں چچی! اب بنا شادی کے بچے کیسے لاؤں میں‘ مانا کہ ویسٹ میں رہ کر آیا ہوں مگر ابھی اتنا ماڈرن نہیں ہوا ہوں“۔ اویس نے بات کو مزاح کا رُخ دینا چاہا۔

”شادی کر لو بچے خود بخود ہو جائیں گے‘ بتاؤ کس سے کرو گے شادی“؟ تابندہ نے پھر پوچھا تو وہ سوچ میں پڑ گیا۔

”اب کیا کروں‘ میں نے ماما اور ڈیڈی کے ساتھ آ کر غلطی کی‘ یہاں آ کر اس طرح ٹریپ کیا جاؤں گا اس بات کا تو مجھے علم ہی نہیں تھا“۔ اویس اپنے یہاں آنے پر پچھتا رہا تھا۔

”خاندان میں اتنی بچیاں ہیں‘ اگر تمہیں ان میں سے کوئی پسند نہ ہو تو بتا دو ورنہ پھر ہم باہر لڑکیاں دیکھیں“۔ آمنہ نے اویس کی مشکل آسان کرنے کی غرض سے کہا تو سب ماؤں کے دل خوش ہو گئے‘ آج آمنہ نے سب کو اویس سے بات کرنے کے لئے بلایا تھا۔

”مگر ماما! میں تو ابھی تک صحیح سے ان لوگوں کے ناموں سے بھی واقف نہیں ہوا ہوں‘ کس کا نام لوں“۔ اویس

نے بڑی معصومیت سے کہا۔

"ابھی اس روز ہی تو ملوایا ہے۔ تمہیں سب سے ماریہ، نادیہ، فائزہ، فرح، ماہین سب ہی اچھی لڑکیاں ہیں، بولو ان میں سے کون پسند ہے تمہیں؟" آمنہ نے سب لڑکیوں کے نام گنواتے ہوئے کہا۔

"ماریہ، فائزہ، نادیہ، فرح، ماہین اگر یہ پانچوں لڑکیاں کنواری نہ ہوتیں تو کتنا اچھا رہتا، مجھے تھوڑا ٹائم مل جاتا"۔ اویس نے منہ بناتے ہوئے سوچا، اویس سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔

"ان پانچوں کا کیا کروں میں؟"

"بولو اویس! کون پسند ہے تمہیں ان میں سے"؟ آمنہ پھر پوچھ رہی تھیں۔ اویس جو ان پانچوں کے ناموں میں الجھا ہوا تھا، آمنہ کے پوچھنے پر گڑبڑا گیا۔

"ما...... ماہین"۔ اس کے منہ سے بے ساختہ ہی نام نکلا، آمنہ خوش ہو گئیں، تابندہ اور عاصمہ بھی خوش ہوئیں مگر دل میں خیال آیا۔

"کاش اویس نے میری بیٹی کا نام لیا ہوتا"۔ مگر وہ اس بات پر بھی خوش تھیں کہ آمنہ کی بڑی مشکل حل ہو گئی، ان کی نہ سہی سعدیہ کی بیٹی سہی، ہے تو اپنا ہی خون، دل بُرا کیا کرنا جبکہ اویس پریشان ہو گیا مگر اب کیا کیا جا سکتا تھا تیر کمان سے نکل چکا تھا، سب کے چہروں پر خوشی تھی سب ہی آمنہ کو مبارکباد دے رہے تھے۔

"سعدیہ! اگر آئی ہوتی تو بے انتہا خوش ہوتی ماہین کا رشتہ ہو جانے پر"۔ تابندہ نے کہا۔

"ابھی طے کہاں ہوا ہے، ابھی تو ہم خود چل کر سعدیہ کے گھر جائیں گے تم لوگ بھی چلنا میرے ساتھ"۔ آمنہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں بھابی! اویس ہمارا اپنا بچہ ہے، سعدیہ کے گھر ہم رشتہ مانگنے تھوڑی جائیں گے، تاریخ طے کرنے جائیں گے، بھلا اویس جیسا داماد انہیں مل سکتا تھا کیا؟" عاصمہ چچی اویس کو دیکھتے ہوئے بولیں۔

"ہاں ایسا داماد تو نصیبوں والوں کو ملتا ہے، آج ہی چلیں سعدیہ کی طرف"۔ تابندہ نے کہا۔

"یہ میں نے کیا کر دیا، ان لوگوں کو تو بڑی جلدی ہے اب کیا کروں میں گاڈ ہیلپ می، کاش پھپھو منع کر دیں اس رشتے سے، پلیز گاڈ انکار کرا دے، وہاں پھپھو ان لوگوں کو منع کر دیں تو مزہ آ جائے گا"۔ اویس نے دل سے دعا کی۔

"ماہین کے پیپرز ختم ہو جانے دو پھر بات کرتے ہیں"۔ آمنہ نے کہا۔

"پیپرز تو ختم ہوتے رہیں گے اس عرصے میں آپ شادی کی تیاریاں کر لینا، ماہین کے ایگزامز سے فارغ ہوتے ہی ان دونوں کی شادی کرا دیں گے"۔ عاصمہ نے پروگرام ترتیب دیا۔

"ہاں یہ ٹھیک رہے گا"۔ آمنہ راضی ہو گئیں اور اویس نے اپنا سر پیٹ لیا۔

"اویس میاں! اسے کہتے ہیں آپ اپنے پیر پر کلہاڑی مارنا"۔ ان لوگوں کی روانگی کے بعد سوچا۔

آمنہ جب چھوٹے سے قافلے کے ساتھ سعدیہ کے گھر پہنچی تو وہ ان لوگوں کی باجماعت آمد پر کافی خوش ہوئیں۔

"جانتی ہو سعدیہ! اویس نے شادی کے لئے ہاں کر دی ہے آج"۔ تابندہ نے پرمسرت لہجے میں انہیں اطلاع دی۔

"واقعی...... چلو بھابی کی پریشانی تو کم ہوئی، اب جلدی سے اچھی سی لڑکی تلاش کر لیں اویس کے لئے"۔ سعدیہ کو یہ جان کر خوشی ہوئی۔



"لڑکی بھی پسند کر لی گئی ہے اس لئے تو ہم آئے ہیں یہاں"۔ احسن نے کہا۔

"اچھا کون ہے وہ لڑکی بھائی جان؟" سعدیہ نے دلچسپی سے پوچھا۔

"اپنی ماہین اور کون بھئی"۔ آمنہ ہنستے ہوئے بولیں تو سعدیہ حیرت اور مسرت سے آنکھیں پھاڑ کر انہیں دیکھنے لگیں۔

"ماہین واقعی نصیبوں والی ہے جو اسے اویس جیسا لڑکا مل رہا ہے"۔ تابندہ نے کہا۔

"مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا بھابی کہ آپ میری ماہین کو اپنی بہو بنانا چاہتی ہیں، کیا میری ماہین اتنی خوش نصیب ہے جسے اویس جیسا بر ملے"۔ سعدیہ کو اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

"میرے خدا تو یوں مجھ پر مہربان ہوگا، اس کا تو مجھے علم ہی نہ تھا، تیرا بڑا کرم ہے میرے مولا تیرا جتنا شکر ادا کروں کم ہے میرے مالک"۔ سعدیہ اپنے رب کے آگے شکر گزار ہو رہی تھیں، جس نے ان کی دلی خواہش پوری کر دی تھی۔

احمد بھی بیٹی کا رشتہ اویس سے ہو جانے پر خوش تھے یوں بغیر کسی حیل وحجت کے ماہین کا رشتہ اویس کے ساتھ طے ہو گیا اور ساتھ ہی تاریخ بھی رکھ دی گئی، ماہین کے امتحان ختم ہوتے ہی ان کی شادی کی تاریخ مقرر کر دی گئی، سب ہی خوش تھے۔ ماہین اس بات سے لاعلم پڑھائی میں مشغول تھی، اُسے پتا ہی نہیں تھا کہ اس کی شادی اویس کے ساتھ طے کر دی گئی ہے۔

............☆............

عاصمہ نے گھر لوٹ کر یہ خبر ماریہ کو نہیں دی تھی کیونکہ بیٹی کے حالِ دل سے وہ کچھ کچھ واقف تھیں، پھر اس کے پیپرز ہو رہے تھے اس بات کا سارا اثر اس کی پڑھائی پر پڑ سکتا تھا، اس لئے انہوں نے ماریہ کو بتایا ہی نہیں کہ اویس نے کیا کہا اور آمنہ کے گھر آج کیا ہوا۔

............☆............

ادھر سعدیہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھیں، بیٹی کی شادی اگلے دس دن میں ہونا قرار پائی تھی۔

"میں نے کہا تھا نا بھابی اگر میری ماہین کو بہو بنا لیں تو کتنا اچھا ہو، وہ شاید قبولیت کی گھڑی تھی جب ہی تو آج وہ میری ماہین کو مانگنے آئی تھیں"۔ انہوں نے احمد سے کہا تو وہ مسکرا دیئے۔

"آپ نے ماہین کو بتا دیا؟"

"نہیں کل بتاؤں گی، کل اس کا پیپر ہے نا، پیپر دے آئے پھر بتا دوں گی"۔ انہوں نے کہا۔

"اتنے کم دن ہیں اتنی ساری تیاریاں بھی کرنی ہیں، آپ آج ہی سے تیاری شروع کر دیں"۔ احمد نے ان سے کہا تو وہ ہنسنے لگیں۔

"ابھی کون سا عید کا سیزن ہے احمد، جو مارکیٹ رات گئے کھلی ملیں گی، کل سے شاپنگ شروع کریں گے، سب ہو جائے گا آپ بےفکر رہیں"۔

"دیکھیں کسی چیز کی کمی نہ رہے"۔ احمد نے کہا۔

"بےفکر رہیں، سب ہو جائے گا آج تو مجھے خوشی کے مارے نیند نہیں آئے گی"۔ سعدیہ نے کہا۔

"تو رت جگا منا لیں آج"۔ احمد بھی بہت خوش تھے اویس انہیں بھی پسند تھا۔

............☆............

ادھر خوشی کے مارے سعدیہ کو نیند نہیں آ رہی تھی' ادھر اویس کی نیند یہ سن کر اُڑ گئی تھی کہ اگلے دس دن میں ماہین اس کی دلہن بننے والی ہے' مگر کچھ کیا بھی تو نہیں جا سکتا تھا سوائے افسوس کے' سو وہ بیٹھا افسوس کر رہا تھا۔

"اسے کہتے ہیں آپ اپنے پیروں پر کلہاڑی مارنا' اب میں ان لوگوں کو کیسے کہوں میری خوشی کہیں اور ہے' مگر ماما ہیں کہ مان نہیں رہیں' کیا تھا اگر میری شادی وہ میری مرضی سے کر دیتیں مگر نہیں ماما کو تو وہ پسند ہی نہیں آئی' اب میں کروں تو کیا کروں' ان لوگوں نے تو سب اتنی جلدی طے کر دیا ہے"۔ اویس سوچ رہا تھا' شادی کی تاریخ طے کی جا چکی تھی' کیا تو کچھ جا نہیں سکتا تھا۔

☆..............

ماہین پیپر دے کر واپس گھر لوٹی تو سعدیہ نے اسے اس کی شادی طے ہو جانے کی خبر سنائی' وہ حیران ہو کر ماں کو دیکھنے لگی۔

"مگر اماں ابھی تو میرا ایک پیپر باقی رہتا ہے آپ نے مجھ سے پوچھا بھی نہیں اور سب طے کر دیا"۔ وہ شاکی لہجے میں بولی۔

"آخری پیپر والے دن ہم نے تمہارا مایوں رکھا ہے"۔ سعدیہ بے انتہا خوش تھیں۔

"مگر اماں! اچانک آناً فاناً رشتہ کہاں سے آ گیا' کون لوگ ہیں جہاں آپ نے مجھ سے پوچھے بغیر ہی سب طے بھی کر دیا"۔ وہ جرح کرنے لگی تو وہ ہنسنے لگیں۔

"ماہین! تم تو یوں پریشان ہو رہی ہے جیسے میں نے کوئی غلط کام کر دیا' بیٹا میں جانتی تھی تم منع نہیں کرو گی اس لئے میں نے ہاں کر دی"۔ سعدیہ کی بات پر وہ تھوڑا سا شرمندہ ہوئی۔

"بھابی تمہیں اتنے چاؤ سے مانگ رہیں تھیں میں کیسے ٹال مٹول کر سکتی تھی' اویس کے ساتھ تم بہت خوش رہو گی چندا"۔ اویس کا نام اماں کی زبانی سن کر دل میں ہلچل سی مچ گئی۔

"میں اپنے مقدر کی یاوری پر خوش ہوؤں یا پھر اپنے مالک کے آگے سربسجود' رب العزت نے میری بات بنا کہے ہی سن لی' کیا واقعی اویس میرے نصیب میں لکھ دیئے گئے ہیں"۔ وہ خوش ہو گئی' اس کے چہرے پر حیا کے رنگ پھیلنے لگے تو سعدیہ نے اسے گلے سے لگا لیا' ابھی کچھ لمحے پہلے وہ اماں کی جلد بازی پر ناراض ہو رہی تھی' اب وہ بھی اماں کے ساتھ ساتھ خوش تھی۔

اویس سے شادی کا سن کر ماہین کا دل مسرتوں سے بھر گیا' وہ خود کو ہواؤں میں اُڑتا محسوس کر رہی تھی۔

"اویس! آپ تو واقعی جوہر شناس نکلے' آپ نے مجھے اپنی تنہائیوں کا ساتھی بنا لیا' آپ کو پا کر میری ہر دعا ہر تمنا ہر آرزو پوری ہو جائے گی' میری ذات کی تکمیل ہو جائے گی"۔ وہ خوشیاں منا رہی تھی' ادھر اویس بے انتہا اپ سیٹ تھا۔

☆..............

جہاں ماہین کا دل خوشیوں سے بھر گیا تھا وہیں کئی دل ٹوٹ گئے تھے جو اویس کی یاد میں دھڑک رہے تھے' سب ہی لڑکیوں کے دلوں میں ماہین کے لئے حسد اور جیلسی کے جذبات اُبھر رہے تھے۔

"اس گھنی کو دیکھو' ہمیں خبر ہی نہیں ہونے دی اویس والے معاملے کی"۔ ماریہ کو ماہین پر بہت غصہ تھا۔

"میسنی' چالاک لومڑی کہیں کی' سب کچھ جانتے ہوئے بھی"۔ ماریہ اس پر سخت ناراض تھی کیونکہ وہ ماہین کو اپنا حال دل سنا چکی تھی اسی لئے وہ اس پر زیادہ خفا تھی۔



☆..............

نومبر کے آخری ہفتے کی ایک خوبصورت سی شام میں ماہین' ماہین احمد سے ماہین اویس بنا دی گئی' اویس کو مبارکباد دینے والوں کا بے پناہ ہجوم تھا۔ ماہین' اویس کے پہلو میں شرمائی ہوئی سی بیٹھی تھی' سب ہی ماہین کی قسمت پر رشک کر رہے تھے' اویس کو پا کر ماہین بے انتہا مسرور تھی جبکہ اویس جانے کیا سوچ رہا تھا' ماما کے اتنی جلدی کرنے پر تھوڑا ناراض تھا' وہ بے حس سا بنا بیٹھا تھا جبکہ ماہین پر دلہن بن کر خوب نکھار آیا تھا' وہ بے حد حسین لگ رہی تھی۔

رخصتی میں جب ماہین' سعدیہ اور احمد کے گلے لگ کر رو رہی تھی تو وہ مزید جھنجھلا گیا۔

"اگر اتنا ہی دُکھ ہے تو یہیں رہ جاؤ' اتنا رونا پیٹنا مچا رکھا ہے جیسے پتا نہیں کون سا ظلم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے میڈم پر"۔ اویس نے سلگ کر سوچا مگر کچھ بولا نہیں۔

احمد' سعدیہ اور سب بزرگوں نے دُعاؤں کے سائے میں اسے اویس کے ساتھ رخصت کیا' وہ بابل کا آنگن چھوڑ کر اویس کے گھر میں نئے شگوفے کھلانے اتری تھی' ماہین کی آنکھوں میں رم جھم برسات برس رہی تھی' اسے والدین کا گھر چھوٹ جانے کا دُکھ تھا۔ آمنہ' ماہین پر صدقے واری جا رہی تھیں' کل تک وہ ان کی بھانجی تھی آج بہو بن کر آنگن میں اتری تھی تو انہیں مزید عزیز ہو گئی تھی' یہاں پر سب ہی نے بڑی گرم جوشی سے دلہا دلہن کا استقبال کیا تھا' کچھ رسموں کے بعد ماہین کو حجلہ عروسی میں پہنچا دیا گیا' لڑکیاں اسے بڑی محویت سے تک رہیں تھیں۔

"ماہین! آج تو تم اتنی اچھی لگ رہی ہو' تمہیں اس حسین روپ میں دیکھ کر اویس کا دل بے ایمان ہو جائے گا"۔ مہرین توصیفی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی تو وہ شرما کر پلکیں جھپکنے لگی۔

"ارے آج تو ماہین ایک ساتھ کئی بجلیاں گرائے گی اویس پر"۔ مائرہ نے کہا۔

"یار پلیز! بجلی کا نام نہ لو لوڈ شیڈنگ ہو جائے گی یہاں پر بھی"۔ نادیہ نے فوراً ہی کہا۔

"ارے...... آج تو لوڈ شیڈنگ پر پابندی ہے بھئی' آج تو بجلیاں اویس کے دل پر گریں گی' ایک ماہین کے حسن بے مثال کی دوسری اس کے تیر نظر کی' تیسری ادائے نازکی' چوتھی......" مہرین بول رہی تھی۔

"بس' بس یار! رحم کرو اویس پر اتنی بجلیاں بھی نہ گرانا کہ اویس تمام عمر کسی اور کو دیکھ ہی نہ سکیں' یار ہم بھی تو پڑے ہیں راہوں میں' اے دیکھنے والے دیکھ کے چل ہم بھی تو پڑے ہیں راہوں میں"۔ نادیہ نے شریر لہجے میں گانا شروع کیا تو لڑکیاں تالیاں بجانے کے ساتھ ہنسنے لگیں۔

"ماہین تیرا فون ہے"۔ فرح نے ماہین کو فون تھماتے ہوئے کہا۔

"کیا اویس فون پر بات کریں گے؟" مہرین نے مذاق کیا' ماہین نے جھینپتے ہوئے فون کان سے لگایا۔

"ہیلو!" ماہین شرمگیں لہجے میں بولی۔

"اویس کو کہو ہم یوں نہیں جائیں گے یہاں سامنے آ کر بات کریں"۔ مہرین بولی۔

"فون اویس کا نہیں کسی لڑکی کا ہے"۔ فرح نے ان لوگوں کو بتایا۔

"ہیلو! کون بول رہا ہے فون پر بات کرنے کے بجائے سامنے آ کر بات کر لیں' ماہین سے بات کرنے پر پابندی تھوڑی ہے"۔ نادیہ نے ہانک لگائی' سب لڑکیاں کچھ نہ کچھ بول رہی تھیں' ماہین ریسیور کان سے لگائے ہوئے تھی' دوسری جانب خاموشی تھی۔

"ہیلو"۔ ماہین پھر بولی۔

"ارے چھوڑو ناں فون کو ماہین!" مہرین نے اُکتا کر کہا۔

"یار ماہین! تیری آنکھیں آج بے حد حسین لگ رہی ہیں، اگر اویس شاعر ہوتے تو آج غزل کہہ دیتے تیری آنکھوں پر"۔ مائرہ نے کہا تو نادیہ کی رگِ شرارت پھر پھڑکی۔

"ہیلو! آپ ماہین ہیں ناں؟" دوسری جانب سے پوچھا گیا۔

"جی بول رہی ہوں"۔ ماہین بولی۔

"مت بولو ماہین! دلہن زیادہ نہیں بولتی، خاموش رہو"۔ نادیہ شریر لہجے میں بولی۔

"بات تو کرنے دو نا، معلوم نہیں کون ہے فون پر"۔ ماہین نے کہا۔

"اویس نے کسی کے ذریعے کوئی پیام بھیجا ہے شاید"۔ فرح نے شرارت بھرے انداز میں کہا، لڑکیاں ہنس رہی تھیں۔

"مجھے اویس نے نہیں کہا کال کرنے کو"۔ دوسری جانب موجود لڑکی بڑبڑائی، مگر اتنے شور میں ماہین کی سمجھ میں اس کی بڑبڑاہٹ آئی نہیں۔

"ہیلو! میری بات سن لیں پھر ہنستی رہیے گا"۔ وہ لڑکی جھنا کر بولی۔

"اویس، ماہین کی آنکھوں پر کون سی غزل کہیں گے نادیہ؟" فرح پوچھ رہی تھی۔

"آنکھیں تیری اتنی حسین
کہ ان کا عاشق میں بن گیا ہوں
مجھ کو بسا لے ان میں تو......"

نادیہ گنگنا رہی تھی لڑکیاں اس کے سُر سے سُر ملا رہی تھیں۔

"اویس تم سے کبھی محبت نہیں کر سکتا وہ صرف مجھ سے محبت کرتا ہے، نہ ہی وہ کوئی تمہاری شان میں قصیدہ پڑھنے والا ہے، نہ ہی شاعری کرے گا کسی خوش فہمی میں مت رہنا تم"۔ دوسری جانب سے نہایت زہر خند لہجے میں کہا گیا اور فون کٹ کر دیا گیا، ماہین ان لوگوں کے شور میں اس لڑکی کی بات ٹھیک سے سن نہیں سکی، وہ ہیلو ہیلو کہہ کر رہ گئی۔

"ارے چھوڑو اس فون کو"۔ مائرہ نے اس کے ہاتھ سے فون لے کر رکھا۔

"چھلکائے جام آئیے آپ کی آنکھوں کے نام
ہونٹوں کے نام...... آنکھوں کے نام
چھلکائے جام آئیے آپ کی آنکھوں کے نام...... آنکھوں کے نام"۔

نادیہ گا رہی تھی لڑکیاں تالیاں بجا رہی تھیں ماہین ان کی شرارتوں پر مزید شرما رہی تھی۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں، چلو سب باہر نکلو اویس آ رہا ہے"۔ عاصمہ نے آ کر کہا۔

"چچی جان! خوشیاں منا رہے ہیں، آنے دیں اویس کو ہم تو نہیں جا رہے کہیں"۔ مائرہ نے کہا۔

"ہائے میری کمر، آج تو میں بہت تھک گئی ہوں"۔ نادیہ وہیں پر پھیل کر لیٹ گئی۔

"نادیہ! چلو اٹھو بیٹا اویس آ رہا ہے اور تم لوگ بھی باہر چلو"۔ عاصمہ نے ان سب سے کہا۔

"پہلے نیگ تو لے لیں، انہیں کہیں ذرا بھاری رقم رکھ کر لائیں جیب میں"۔ مہرین نے ان سے کہا۔

"وہ تم آمنہ بھابی سے جا کر لے لو، نیگ لڑکے کی ماں سے لیا جاتا ہے"۔ عاصمہ نے انہیں وہاں سے بھگانے کی غرض سے کہا۔

"مگر ہم تو اویس سے لیں گے نیگ"۔ نادیہ ڈھٹائی سے بولی۔



"نادیہ! تم اُٹھ رہی ہو یا نہیں؟" عاصمہ نے پوچھا۔

"نہیں، آپ جا کر کہہ دیں اپنے بھتیجے سے ہم کمرہ خالی نہیں کریں گے"۔ لڑکیاں بولیں۔

اسی وقت اویس کی انٹری ہوئی تھی تو نادیہ جلدی سے اُٹھ بیٹھی، ماہین اپنی جگہ سمٹ گئی، اویس نے نادیہ کی بات سن لی تھی۔

"ٹھیک ہے آپ لوگ یہیں پر آرام کریں، میں لاؤنج میں سو جاؤں گا، اپنے کمرے میں داخلے کے پیسے نہیں دے سکتا سوری"۔ اویس نے انگڑائی لیتے ہوئے کہا، اویس کی بات پر ماہین کا دل دھڑکا۔

"بہت کنجوس ہیں اویس! آپ سے اس کنجوسی کی اُمید نہیں تھی ہمیں، ماہین دیکھو تمہارا میاں کتنا کنجوس ہے، بہنوں کو نیگ نہیں دے سکتا"۔ مائرہ نے اویس سے بات کرتے کرتے ماہین کو بیچ میں گھسیٹا، وہ کیا بولتی خاموشی سے سر جھکائے بیٹھی رہی۔

"جہاں تک مجھے یاد ہے میں اپنے والدین کی اکلوتی اولاد ہوں، چچی یہ لڑکیاں میری بہن ہونے کا دعویٰ کرتے کہاں سے جمع ہو گئی ہیں یہاں پر"۔ وہ انجان بنا عاصمہ سے سوال کر رہا تھا۔ عاصمہ اویس کی بات سن کر مسکرانے لگیں، لڑکیاں اویس کو گھور رہی تھیں۔

"ماہین! تیرا میاں بے حد کنجوس ہے، اویس حسن کزن بھی بہن ہی ہوتی ہے"۔ فرح نے کہا۔

"مگر ابھی جو سوال میں نے کیا مجھے اس کا جواب تو دیں، میں اپنے والدین کی اکلوتی اولاد ہوں میری بہن اچانک کہاں سے پیدا ہو گئی آج"۔ اویس ابھی تک اس پر بات اڑا ہوا تھا۔

"آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے اویس حسن کہ کزنز بھی بہنیں ہی ہوتی ہیں، اب سیدھے سیدھے جیب خالی کرو ورنہ ہم دُلہن کا چہرہ دیکھنے نہیں دیں گے آج"۔ مہرین نے دھمکی دی۔

"اب دیکھی دکھائی چیز کو کیا دیکھنا، آپ کو دیکھ لیا کافی ہے، ویسے اتنی خطرناک بہنیں میری نہیں ہو سکتیں، آپ لوگ بہن کم سالیاں زیادہ لگ رہی ہیں مجھے"۔ اویس ان لوگوں کی باتوں کا جواب بڑی خوشدلی سے دے رہا تھا، ماہین کی دھڑکنیں منتشر ہو رہی تھیں، اویس کی آمد پر وہ مزید سمٹ گئی تھی۔

"تو آپ سے ہمارا ڈبل رشتہ ہے ناں، اب دیجئے پیسے"۔ مائرہ نے اس کے آگے ہاتھ پھیلایا۔

"آج میرے پاس چھٹے نہیں ہیں، اپنی کزن سے پوچھ لیں اگر ان کے پاس کچھ ہو تو یہ آپ کو دے دیں گی، میری تو جیب خالی ہے"۔ اویس نے یہ کہتے ہوئے اپنی شیروانی کی جیب اُلٹ دی جو بالکل خالی تھی۔

"ہاہ ماہین یار! تم تو پھنس گئی یہاں بیویاں میاں کی جیب خالی کرواتی ہیں مگر یہاں تو اُلٹی گنگا بہہ رہی ہے، تمہارا میاں تمہارا پرس خالی کروانے کے چکر میں ہے، ماہین دیکھ کس قدر کنجوس شخص ملا ہے تجھے"۔ نادیہ نے دہائی دی، اویس کے ساتھ ساتھ عاصمہ بھی ہنس رہی تھیں۔

"اسے کہتے ہیں نہلے پہ دہلا، چلو اب کمرہ خالی کرو، بہت ہو گیا مذاق"۔ عاصمہ ہنستے ہوئے بولیں تو لڑکیاں بادل نخواستہ کمرے سے نکلنے لگیں۔

"ماہین! دیکھ لینا یہ کنجوس تجھے منہ دکھائی میں بھی کچھ نہیں دے گا"۔ نادیہ بولتی ہوئی نکلی۔ عاصمہ لڑکیوں کے پیچھے کمرے سے نکل گئیں، اب کمرے میں صرف وہ دونوں تھے اویس نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے ماہین سے کہا۔

"آپ پلیز ایزی ہو کر بیٹھ جائیے اور ہاں یہ کپڑے پلیز چینج کر لیجیے گا، مجھے ریڈ کلر بالکل اچھا نہیں لگتا اس لئے آئندہ احتیاط کیجیے گا"۔ وہ پیروں میں سے کھسے اتارتے ہوئے بول رہا تھا، ماہین نے حیرت سے سر اُٹھا کر اویس کو

دیکھا، مگر وہ اس کی جانب متوجہ نہیں تھا۔

"کیا شادی کے پہلے دن اپنی دلہن سے اس طرح بات کرتا ہے کوئی"۔ ماہین نے دل میں سوچا۔ اویس نے شیروانی اُتار کر صوفے پر رکھی اور خود اُٹھ کر وارڈ روب سے اپنے لئے نائٹ ڈریس نکالنے لگا۔

"آپ اگر مجھے دیکھنے کہ بجائے خود کو ان زیورات اور کپڑوں سے ایزی کر لیں گی تو زیادہ بہتر رہے گا ماہین، مجھے بعد میں دیکھتی رہیے گا اب رہنا تو تمام عمر آپ نے یہیں پر ہے، عمر پڑی ہے مجھے دیکھنے کے لئے"۔ اویس کے اس طرح کہنے پر وہ شرم کے مارے کٹ کر رہ گئی اس نے فوراً ہی سر جھکا لیا، اویس اپنا ڈریس لے کر چینج کرنے چلا گیا تھا۔

"کس قدر اکھڑ طبیعت کے مالک ہیں اویس آپ"۔ ماہین نے سوچا۔ اویس ڈریس چینج کر کے آیا تو ماہین اسی پوزیشن میں بیٹھی تھی، اویس نے ایک نظر اُسے دیکھا اور بنا کچھ کہے کمرے سے باہر نکل گیا، اویس کے کمرے سے چلے جانے پر ماہین کے دل پر چوٹ سی پڑی، وہ دونوں ہاتھوں میں اپنا چہرہ چھپا کر رونے لگی۔

"اویس! مجھے آپ سے اس بدسلوکی کی اُمید نہ تھی، کتنے خواب سجائے تھے میں نے اپنی آنکھوں میں، آپ نے ایک ہی پل میں سارے کے سارے خواب ریزہ ریزہ کر دیئے"۔ وہ شدید شاک میں تھی۔

"شادی تو نہایت خوشگوار بندھن ہوتی ہے جو دلوں کو ملاتی ہے مگر آپ نے تو پہلے ہی دن میرا دل توڑ کر رکھ دیا ہے اویس! آپ کی یہ باتیں مجھے آنے والے طوفان کا پیش خیمہ لگ رہی ہیں، جانے انجانے میں مجھ سے کون سی خطا ہوئی جس کی آپ نے مجھے یہ سزا دی ہے، میں تو آپ کو پا کر بھی نہ پا سکی، اویس کیسی بدنصیبی ہے ابھی کچھ دیر پہلے میں خود کو ہواؤں میں اُڑتا محسوس کر رہی تھی، ہر ایک میری قسمت پر رشک کر رہا تھا، میری خوشیوں کی ضمانت دی جا رہی تھی، مگر میں یہ کس کو جا کر بتاؤں کہ میں تو اپنی زندگی کے آنے والے پل کی بھی ضمانت نہیں دے سکتی، کہ اس میں میرے ساتھ کیا ہونے والا ہے، آپ نے میرے دل پر ایسی چوٹ لگائی ہے کہ وہ شاید کبھی نہ بھر سکے، میں آپ سے پوچھوں گی ضرور اگر مجھے یوں ہی رُسوا کرنا تھا تو مجھ سے شادی کیوں کی، کیوں لیا تھا میرا نام...... کیا یوں بے عزت کرنے کے لئے مجھے اس گھر میں لائے تھے؟"

وہ دُکھی دل کے ساتھ مسلسل اویس کے اس رویے پر سوچتے ہوئے روئے جا رہی تھی، اب اس نے غصے میں آ کر اپنے زیور اُتارنے شروع کیے، ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے میں وہ اپنا عکس دیکھ کر خود حیران رہ گئی، آج وہ بے انتہا حسین لگ رہی تھی، دلہن بن کر اس پر بہت روپ چڑھا تھا، اس کا خوبصورت سراپا سرخ لباس اور بھاری زیورات میں چمک اُٹھا تھا اور لائٹ میک اپ نے اسے مزید رعنائیاں بخش دیں تھیں، مسلسل رونے سے اس کی آنکھوں سے کاجل بہہ کر رخساروں پر نشان ڈال گیا تھا، اس کا سارا وجود خوشبوؤں میں ڈوبا ہوا ادھ کھلے گلاب کی مانند نازک لگ رہا تھا، اس نے ٹیکہ اُتارا تو اس کا دل ایک بار پھر بھر آیا، آج اس نے جی بھر کر اویس کے لئے سنگھار کیا تھا مگر سب بیکار گیا، اویس نے تو اس پر ایک نظر ڈالنے کے بعد دوسری نظر ڈالنا گوارا کی ہی نہ تھی، وہ زیورات اُتار کر اب بڑی بیدردی سے اپنا میک اپ صاف کر رہی تھی، اس نے سرخ لباس کو چینج کرنے کے بعد غصے سے زمین پر پھینکا۔

"مجھے لال رنگ پسند نہیں ہے، آئندہ احتیاط کیجئے گا"۔ اس کے کانوں میں ابھی تک اویس کے کہے جملے کی بازگشت گونج رہی تھی، وہ چیخنا چاہتی تھی مگر وہ ایسا نہ کر سکی کیونکہ اسے علم تھا گھر مہمانوں سے بھرا پڑا ہے، اس کی ایک حرکت اسے سب کے سامنے رُسوا کر سکتی تھی، سب ہی اس سے سوال کرتے کہ دلہا تمہیں چھوڑ کر کیوں چلا گیا اور وہ لوگوں کے سوال کا کیا جواب دیتی، اس لئے خود پر کنٹرول کرتے ہوئے وہ اب صبح کا انتظار کر رہی تھی تا کہ اویس سے سوال کر سکے، ان سے پوچھ سکے کہ اسے کس جرم کی سزا دی گئی ہے؟



☆..........

صبح جب وہ سو کر اُٹھی تو اویس کو وہیں کمرے میں موجود پا کر کافی حیران ہوئی، وہ اپنے بالوں میں برش پھیر رہا تھا، وہ ابھی اویس کو مخاطب کرنا ہی چاہتی تھی کہ آمنہ کی ہمراہی میں لڑکیاں کمرے میں آ گئیں۔

"تم ابھی تک بستر میں ہی ہو نیچے سب تمہارا انتظار کر رہے ہیں"۔ مہرین نے اسے بستر میں بیٹھے دیکھ کر کہا۔

"لگتا ہے آپ کی کزن کی ایگزامز کی تھکن ابھی صحیح طرح سے اُتری نہیں ہے اسی لئے ابھی تک بستر میں ہیں"۔ اویس ان لوگوں کو دیکھ کر خوش مزاجی کا چولا پہنتے ہوئے گویا ہوا، تو ماہین نے شاکی نظروں سے اُسے دیکھا مگر وہ مسکرا رہا تھا، ایسے جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو، وہ بہت مطمئن اور فریش لگ رہا تھا، اس کی مسکراہٹ پر ماہین جل کر کباب ہو گئی۔

"آپ کو شادی کی جو جلدی تھی اویس بھائی! اسی لئے تو بے چاری ماہین کو ایگزامز کے بعد آرام کرنے کا موقع ہی نہیں مل سکا، اگلے ہی دن پیا کو پیاری ہو گئی"۔ مائرہ نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"جلدی مجھے نہیں ماما کو تھی، انہیں لگ رہا تھا اگر ذرا سی دیر ہوئی تو میں کہیں بھاگ جاؤں گا تب ہی تو انہوں نے ہر کام اتنی عجلت میں کیا ہے"۔ اویس نے فوراً ہی سچائی بیان کی۔

"لگ تو مجھے بھی یہی رہا ہے اویس کہ یہاں بہت کچھ غلط ہو گیا، مگر کیا؟ اس کا مجھے ابھی پتا لگانا ہے"۔ ماہین دل میں اویس سے مخاطب تھی۔

"ان باتوں کو چھوڑو ماہین بیٹا! تم فریش ہو جاؤ۔ فرح، ماہین کے لئے کپڑے نکالو جا کر"۔ آمنہ نے ان لوگوں کی باتوں کا سلسلہ طویل ہوتے دیکھ کر انہیں ٹوکا تو ماہین کمبل پروں پرے ہٹاتے ہوئے اُٹھ کھڑی ہوئی جبکہ فرح نے وارڈ روب سے اس کے لئے ڈارک گرین ایمبرائیڈری والا سوٹ نکال کر ماہین کو دے دیا تھا، ماہین کپڑے لے کر ڈریسنگ روم میں چلی گئی اور اویس کمرے سے باہر نکل گیا، ماہین کپڑے چینج کر کے باہر آئی تو مائرہ نے پوچھا۔

"رونمائی میں کیا دیا تمہارے کنجوس میاں نے تمہیں؟" اس سوال پر ماہین تھوڑا پریشان ہو گئی۔

"اب کیا جواب دوں ان لوگوں کو میں؟" ماہین کو سوچ میں ڈوبا دیکھ کر ہما ہنسنے لگی۔

"یار! یہ تو ابھی تک اویس کی خوبصورت باتوں کے خمار میں کھوئی ہوئی ہے، رہنے دو بعد میں دیکھ لینا رونمائی کے تحفے کو، اسے جلدی سے تیار کر کے نیچے لے چلو ورنہ ابھی سب لوگوں نے یہیں پر آ جانا ہے، کافی ٹائم ہو گیا ہے ویسے بھی ابھی پھپھو جان کے گھر سے کوئی اسے لینے آ جائے گا"۔ ہما نے ان لوگوں کو ٹائم کا احساس دلایا تو مائرہ نے جلدی جلدی اسے تیار کیا اور دوپٹہ اس کے سر پر اوڑھاتے ہوئے اسے لے کر باہر نکل آئیں۔

ناشتے کی ٹیبل پر سب ہی اس کے منتظر تھے، اویس اسے آتا دیکھ کر اُٹھ کھڑا ہوا تھا، وہ سفید کلف لگے کرتا شلوار میں بے پناہ وجیہہ لگ رہا تھا، ماہین کو دیکھ کر اویس کے لبوں پر مسکراہٹ آ گئی تھی۔

"آؤ بیٹا! ہم تمہارا ہی انتظار کر رہے تھے"۔ آمنہ اسے دیکھ کر بولیں، مائرہ نے ماہین کو اویس کے ساتھ والی کرسی پر بٹھا دیا تھا۔

"دیکھیے! کھانے پینے کے معاملے میں تکلف سے کام نہیں لیجئے گا ورنہ پھپھو جان ہم لوگوں پر بہت ناراض ہوں گی کہ ہم لوگ ان کی بیٹی کا ٹھیک سے خیال نہیں رکھ رہے"۔ اویس نے ماہین کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تو وہ نظریں اُٹھا کر انہیں دیکھنے لگی، ماہین کی آنکھوں میں مچلتے شکوے دیکھ کر اویس نے جھٹ سے اپنی نظریں اس کے چہرے پر سے ہٹا لیں۔

”خیال تو آپ نے میرا ایسا رکھا ہے جس کے لئے آپ سے ناراضی تو لازمی امر ہے اویس! مگر میں آپ کی طرح بے حس نہیں ہوں نہ ہی اتنی سنگدل ہوں کہ آپ کی طرح رویہ اختیار کروں“۔ وہ دل میں بولی۔

”ہاں بیٹا! یہ گھر اب تمہارا ہے‘ تم اس کی مالک ہو مہمان نہیں ہو یہاں پر اس لئے آرام سے رہو“۔ آمنہ نے پیار بھرے لہجے میں کہا۔

”مامی! میرا گھر...... میرا تو آپ کا بیٹا نہیں ہو سکا تو گھر کا کیا کروں‘ مجھے نہیں بننا یہاں کی مالکن‘ میں تو دل میں گھر کرنے آئی تھی جب وہاں ہی جگہ نہیں ملی تو اس گھر کا کیا کروں میں“۔ دل چاہا کہ آمنہ سے بول دے مگر وہ یہ سب صرف سوچ کر رہ گئی۔ ناشتے میں آمنہ اسے ایک ایک چیز پوری توجہ کے ساتھ دے رہی تھیں مگر اس کا کچھ بھی کھانے کا موڈ نہیں تھا‘ اس نے صرف ایک توس بمشکل حلق سے اُتارا اور چائے پینے لگی۔

”بیٹا! کچھ اور تو لو“۔ آمنہ نے اصرار کیا۔

”نہیں مامی! بس“۔ وہ دھیرے سے بولی۔

”مستقل ڈائٹنگ پر رہنا اچھی بات ہے اس سے انسان موٹا نہیں ہو پاتا اور ویسے بھی مجھے موٹی لڑکیاں ذرا اچھی نہیں لگتیں“۔ اویس نے اسے اپنی پسند سے آگاہ کیا۔

”موٹی لڑکیاں یا میں اویس؟“ وہ پھر سوچنے لگی دل چاہا پوچھے مگر ایسا صرف سوچ کر رہ گئی‘ اپنی ہستی کا بھرم جو رکھنا تھا۔ ناشتے کے بعد فائزہ اور ندا فہد کے ساتھ اسے لینے آ گئیں تھیں‘ وہ ان لوگوں کے ساتھ گھر چلی آئی تھی‘ یہاں بھی وہ پورا دن مہمانوں میں گھری رہی‘ شام کو مائرہ اسے وہیں سے بیوٹی پارلر لے گئی تھی‘ یوں ناشتے کے بعد اس کی ملاقات اویس سے دوبارہ ہو ہی نہیں سکی۔

رات کو ولیمے کی تقریب تھی وہ پارلر سے تیار ہو کر جب پہنچی تو اویس اس کا منتظر تھا‘ وہ میرون بھاری کام والے شرارے میں ملبوس تھی‘ اس کی بے حد حسین آنکھوں کے سیاہ میک اپ نے اسے اور بھی قاتل بنا دیا تھا‘ سیاہ گھنے بالوں میں موتیے کے پھول لگے ہوئے تھے اس کے رخسار پر گلاب کھلے ہوئے تھے ہونٹوں پر سرخ لپ اسٹک لگائی گئی تھی‘ وہ آج کل سے زیادہ حسین لگ رہی تھی‘ اویس کی نگاہیں اس پر ٹھہری گئی تھیں‘ پھر وہ سر جھٹک کر بولا۔

”آیئے! سب مہمان ہمارے منتظر ہیں‘ لوگ آج مجھ سے زیادہ آپ سے ملنے کے لئے بے تاب ہیں‘ آج تو آپ نے کل سے زیادہ تیاری کی ہے‘ لگتا ہے آج پارلر میں سارا میک اپ کا سامان ختم کر دیا ہوگا بیوٹیشن نے آپ پر“۔ اویس کی بات پر اس نے پلکوں کی باڑ اٹھا کر اویس کو دیکھا‘ وہ مسکرا رہا تھا۔

”آپ طنز اچھا کر لیتے ہیں“۔ وہ دھیرے سے بولی تو وہ ہنس دیا۔

”طنز...... میں تو مذاق کر رہا تھا‘ آپ کو شاید طنز اور مذاق میں فرق معلوم نہیں ہے ماہین!“ وہ اس کا ہاتھ تھام کر اس کے ساتھ چلتا ہوا اندر کی جانب بڑھا تو سب کی رشک بھری نظریں ان دونوں پر جمی ہوئی تھیں۔

”بھابی! چاند سورج کی جوڑی ہے دونوں کی“۔ تابندہ نے آمنہ سے کہا۔

”ہاں میرے نصیب میں سورج کی طرح جلنا ہی تو لکھا ہے“۔ ماہین نے تابندہ کی بات سن کر دل میں سوچا۔

”ہاں اللہ دونوں کو نظر بد سے بچائے“۔ آمنہ نے فوراً ہی کہا۔

بہت سارے لوگ انہیں مبارکباد دینے کے لئے جمع تھے‘ سب ہی آگے بڑھ بڑھ کر انہیں مبارکباد دے رہے تھے‘ وہ پھولوں سے آراستہ اسٹیج پر اویس کے ہمراہ بیٹھی ہوئی تھی‘ پورا ہال لوگوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا‘ اویس نے اپنے کچھ دوستوں سے ماہین کو ملوایا تھا‘ ولیمے کی تقریب نہایت شاندار رہی‘ وہ ابھی ہال سے لوٹے تھے‘ ماہین نے کمرے



میں آ کر کپڑے چینج کیے‘ اویس نیچے ہال میں اپنے دوستوں کے ساتھ خوش گپیوں میں مصروف تھا۔

☆

صبح جب وہ سو کر اٹھی تو اویس صوفے پر بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا‘ ماہین نے دونوں ہاتھوں سے اپنے سیاہ لمبے بالوں کو سمیٹتے ہوئے کیچر لگایا اور سست روی سے چلتی ہوئی وارڈروب کے نزدیک آ گئی۔

”رات میرے دوست گھر میں ٹھہرے ہوئے تھے اس لئے مجھے روم میں آنے میں دیر ہو گئی تھی‘ جب میں کمرے میں آیا تو آپ سو رہی تھیں‘ آپ کو شاید رات جلدی سونے کی عادت ہے اور ساتھ ہی صبح دیر سے اُٹھنے کی بھی“۔ اویس اخبار فولڈ کرتے ہوئے بولا تو وہ اس کی جانب پلٹی۔

”اگر ساڑھے تین بجے سونا آپ کے نزدیک جلدی سونا ہے تو لیٹ نائٹ سونا تو صبح چھ بجے ہوتا ہوگا‘ ویسے میں نے آپ سے کوئی صفائی نہیں مانگی تھی کہ آپ رات کہاں پر تھے اور کیوں تھے؟“ وہ کافی زیادہ چڑی ہوئی تھی اسی لئے تپے ہوئے لہجے میں بولی تو وہ حسب عادت ہنس دیا۔

”آپ ہر وقت اسی طرح غصے میں رہتی ہیں یا صرف مجھ سے بات کرتے وقت آپ کا موڈ ایسا ہو جاتا ہے؟“ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

”یہ سوال تو مجھے آپ سے کرنا چاہیے تھا اویس کہ اس سب کا مطلب کیا ہے؟“ وہ ساری شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ کر باز پرس کر رہی تھی‘ اویس نے حیرت سے آنکھیں کھول کر ماہین کو دیکھا جو سارے لحاظ بھلا کر سوال کر رہی تھی۔

”میں نے آپ کو بتایا ناں میرے دوست گھر رُک گئے تھے‘ ان لوگوں کے ساتھ باتوں میں بزی تھا‘ اب انہیں تنہا چھوڑ کر تو آ نہیں سکتا تھا‘ کیا سوچتے وہ لوگ کہ ہم اتنی دور سے اس کی شادی میں شرکت کرنے آئے ہیں اسے فرصت ہی نہیں ہے بیگم کی ناز برداریوں میں لگا ہوا ہے“۔ اویس قدرے بُرا مان کر گویا ہوا تو اویس کے اختتامی جملے پر وہ شرم سے کٹ کر رہ گئی‘ اس نے فوراً ہی رُخ موڑ لیا۔

”زندگی بہرحال مجھے آپ ہی کے ساتھ گزارنی ہے‘ ساری عمر میرے دوست آ کر نہیں بیٹھے رہیں گے یہاں‘ ایک دو روز میں چلے جائیں گے‘ اس لئے اپنے شکوے شکایات بعد کے لئے اُٹھا رکھیے“۔ اویس یہ کہہ کر باہر نکل گیا۔

”دوست اہم ہیں میں نہیں‘ ساری عمر کے لئے رکھ لیجئے دوستوں کو اپنے ساتھ‘ اچھا وقت گزر جائے گا آپ کا بھی اور آپ کے دوستوں کا بھی“۔ وہ سلگ کر بڑبڑائی اور اپنے کپڑے نکال کر شاور لینے چلی گئی۔

”ایک تو زبردستی ماما نے میری شادی کرا دی اوپر سے یہ محترمہ لگی ہیں مجھ پر رعب جمانے‘ اس کا مطلب کیا ہے؟“ اویس غصے میں گھر سے ہی نکل آیا تھا‘ اب وہ روڈ پر گاڑی چلاتے ہوئے ماہین کے سوال و جواب پر بھنا رہا تھا۔

”کیا میری اپنی کوئی لائف نہیں ہے اپنی کوئی مرضی نہیں ہے‘ جسے دیکھو مجھ پر اپنی مرضی مسلط کر دیتا ہے‘ پہلے ماما نے ڈنڈے کے زور پر ہاں کہلوا کر ان سے شادی کرا دی‘ اب یہ ہیں کہ غصہ کیے جا رہی ہیں مجھ پر‘ کسی نے یہ جاننے کی کوشش نہیں کی کہ میں کیا چاہتا ہوں‘ میری اپنی کیا مرضی ہے‘ بس حکم صادر کر دیا شادی کر لو‘ کوئی آپ کو پسند ہو نہ ہو بس شادی کر لو اچھی زبردستی ہے“۔ وہ مسلسل بڑبڑائے جا رہے تھا۔

”جو مجھے پسند تھی اس پر ماما کو اعتراض تھا‘ نہیں لڑکی تمہارے میچ کی نہیں ہے‘ یہ ان کی اپنی بھانجی ہے ناں اس لئے یہ پرفیکٹ میچ ہے‘ اس میں کوئی خامی ہو ہی کہاں سکتی ہے‘ یہ تو ہر خامی سے پاک ہیں خامیاں تو میری پسند میں تھیں‘ جب ہی تو ماما نے یہاں آ کر اتنی جلدی کی کہ مجھے سوچنے کا موقع ہی نہیں مل سکا‘ آپ نے اپنی مرضی کر لی ہے

ماما' میں بھی اپنی ہی کروں گا' چاہے آپ کی بھانجی کتنی بھی کوشش کرلے میرے قریب آنے کی میں اس کی ہر کوشش ناکام بنادوں گا"۔ اویس دل میں ماں سے مخاطب تھا۔

.............☆.............

"ماہین! اویس کہاں ہے بیٹا؟" آمنہ ناشتے کی ٹیبل پر اویس کو نہ پاکر ماہین سے پوچھنے لگیں۔

"پتا نہیں مامی!" ماہین نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

"تمہیں بتا کر نہیں گیا وہ؟" آمنہ کو حیرت ہوئی اویس کے بنا کچھ بتائے گھر سے چلے جانے پر۔

"آپ زیادہ بہتر جانتی ہوں گی مامی! اپنے بیٹے کے بارے میں"۔ ماہین نے دل میں سوچا۔

"کوئی کام ہوگا آجائے گا ابھی' بیٹا تم ناشتہ کرو"۔ احسان نے فوراً ہی ماہین سے کہا' جبکہ آمنہ کسی سوچ میں گم ہو گئی تھیں' ناشتے کے بعد ماہین گھر میں ٹھہرے مہمانوں میں آکر بیٹھ گئی تھی' لنچ ٹائم کے بعد اویس جب گھر آیا تو آمنہ اس کے پیچھے کمرے میں چلی آئیں۔

"کہاں غائب تھے تم صبح سے اویس؟" وہ ماں کے سوال کرنے پر ان کی جانب پلٹا۔

"کہیں نہیں ماما! یونہی ادھر اُدھر گھوم رہا تھا بے مقصد ہی"۔

"کوئی پریشانی ہے تمہیں؟" وہ متفکر سی پوچھ رہی تھیں۔

"پریشانی تو آپ کو تھی ماما! جو اب میری شادی کرا کے دور ہوگئی ہوگی' مجھے کیا پریشانی ہونی ہے"۔ اویس نے کہا تو وہ اسے دیکھنے لگیں۔

"اویس! میں نے تمہیں کہا تھا کہ اُسے بھول جاؤ تو بہتر ہے بیٹا' ماہین بہت اچھی لڑکی ہے' تمہارا بہت خیال رکھے گی' بہت محبت کرنے والی لڑکی ہے"۔ آمنہ ماہین کی تعریف کرنے لگیں۔

"محبت کرنے والی تو وہ بھی تھی' مگر آپ کو اس کی محبت نظر ہی نہیں آئی ماما"۔ وہ شکوہ کرنے لگا۔

"وہ تم سے نہیں تمہارے اسٹیٹس سے پیار کر رہی تھی اور دولت کے بھوکے لوگ انسانوں سے محبت نہیں کرتے بیٹا' تمہیں ابھی لوگوں کی پرکھ نہیں ہے"۔ آمنہ نے کہا۔

"رہنے دیں ماما اس بات کو...... آپ کو شاید وہ اس لئے پسند نہیں تھی کہ وہ ہمارے آفس میں کام کرنے والی تنخواہ دار ملازم تھی"۔ اویس تھوڑا اکھڑ کر بولا۔

"ہاں جس نے تمہارے آتے ہی تم سے دل لگا لیا بیٹا! تم سمجھتے کیوں نہیں ہو' محبت ایسے نہیں ہوجاتی' وہ صرف تمہاری دولت کے پیچھے بھاگ رہی تھی"۔ آمنہ نے حقیقت بیان کی۔

"محبت تو ایک نظر میں ہوجاتی ہے' یہ کوئی منصوبہ بندی سے تھوڑی ہوتی ہے جو مدتوں اس کی پلاننگ کی جائے"۔ اویس ان کی بات ماننے کو تیار نہ تھا۔

"وہ تمہارے ڈیڈی کے آفس میں پچھلے چھ ماہ سے جاب کر رہی ہے' ان چھ ماہ سے اگر تم اس کا سابقہ ریکارڈ کسی سے معلوم کرلو تو تمہیں پتہ لگ جائے گا کہ وہ کتنے پانی میں ہے' میری بات پر اگر تمہیں یقین نہیں ہے تو محسن سے پوچھ لو جاکر' کیا کچھ کیا ہے اس نے یہاں' اب تمہارے آتے ہی تمہارے پیچھے لگ گئی اور تم بن گئے بے وقوف"۔ آمنہ کو بیٹے کی نادانی پر غصہ تھا جو مسلسل ایک لڑکی کے لئے ان سے غلط بیانی کر رہا تھا۔

"مجھے کسی سے کچھ معلوم نہیں کرنا ہے ماما! وہ جیسی بھی ہے میری محبت ہے' مجھے کسی سے کوئی سند نہیں لینی ہے نہ ہی مجھے اس پر شک ہے جو اس کا کیریکٹر سرٹیفکیٹ جاکر محسن سے مانگوں"۔ اویس بھنا گیا۔



"تو مجھے بھی اس لڑکی کے ذکر میں کوئی دلچسپی نہیں ہے' میرے سامنے مت ذکر کیا کرو اس کا"۔ وہ قطعیت بھرے لہجے میں بولیں۔

"تو آپ بھی اسے بُرا نہ کہا کریں"۔ وہ فوراً ہی بولا۔

"بہتر ہوگا کہ تم اُسے بھول جاؤ"۔ انہوں نے مشورہ دیا۔

"ماما! کسی کی محبت دل سے نکالنا اتنی آسان بات نہیں ہے"۔

"مت بھولو کہ تمہاری شادی ماہین کے ساتھ ہوچکی ہے"۔ وہ تیز لہجے میں بولیں۔

"آپ کی زبردستی سے"۔ اویس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ان ساری باتوں کا علم ماہین کو نہیں ہونا چاہیئے اویس! اگر اسے کوئی بات بھی پتا چلی تو مجھ سے بُرا کوئی نہ ہوگا"۔ انہوں نے بیٹے کو تنبیہ کی۔

"اپنی بھانجی کی فکر ہے آپ کو بیٹے کی نہیں"۔ وہ بڑبڑایا' آمنہ کی بات سے دل کو ٹھیس سی لگی تھی۔

"تمہاری ہی فکر تھی جب ہی میں نے تمہاری شادی ماہین سے کی ہے اور ماہین کا نام تم نے خود ہی لیا تھا"۔ انہوں نے اسے یاد دلایا۔

"وہ میں نے ایسے ہی بے خیالی میں لے دیا ہوگا' آپ نے تائی اماں اور چچی جان کو بلایا ہوا تھا اس روز' میں تو ٹھیک سے جانتا بھی نہیں تھا ماہین کو"۔ اویس بولا۔

"تو اب جان لو"۔ انہوں نے مشورہ دیا۔

"میں اس کی ضرورت محسوس نہیں کرتا"۔ وہ یہ کہتا ہوا باہر نکل گیا۔

"اس لڑکے کا کیا کروں میں' میرے مالک تو ہی اس کم عقل کو عقل دے"۔ آمنہ بیٹے کی باتوں پر ملول ہو کر سوچنے لگیں۔

"اگر ماہین کو ان ساری باتوں کا علم ہوگیا تو کیا سوچے گی وہ میرے بارے میں کہ میں نے سب جانتے ہوئے اسے آگ میں جھونک دیا' اپنے بیٹے کو بچانے کے لئے"۔ آمنہ کو اب یہی بات پریشان کر رہی تھی۔

"اگر ماہین کے علم میں یہ باتیں آگئیں تو کیا ہوگا؟" یہ سوال انہیں ٹینشن میں مبتلا کرنے کے لئے کافی تھا۔

.............☆.............

ماہین سے اویس کی افیئر کی بات چھپی تو رہنی تھی نہیں' ایک نہ ایک روز اُسے پتا چل ہی جانا تھا' اویس کا نہ سمجھ میں آنے والا رویہ ماہین کو شکوک و شبہات میں ڈالنے کے لئے کافی تھا' مگر ابھی ان دونوں کے بیچ کی سرد جنگ کا علم آمنہ کو نہیں تھا' اس لئے وہ اویس کو سمجھانے کی کوشش میں لگی ہوئی تھیں اور محسوس تو کچھ یوں ہو رہا تھا کہ اویس ان کی کوئی بات ماننے اور سمجھنے کو تیار نہ تھا' جبھی تو وہ آمنہ سے بات ہونے کے بعد ایک بار پھر سے گھر سے باہر جاچکا تھا۔ رات گئے جب وہ گھر لوٹا تو ماہین اس کی منتظر تھی' اس کی آنکھوں میں کئی سوال تھے' آمنہ تیز نظروں سے بیٹے کو گھورتی اپنے کمرے میں چلی گئی تھیں' اویس کمرے میں آیا تو ماہین اس کے پیچھے ہی چلی آئی۔

"پورا دن کہاں تھے آپ؟" وہ سوال کر رہی تھی جبکہ وہ بیڈ کے کونے پر بیٹھا جوتے اُتار رہا تھا۔

"میں تمہارے سوالوں کے جواب دینے کا پابند نہیں ہوں"۔ وہ جوتے اُتار کر سائیڈ پر کرتے ہوئے بولا۔

"میں نے صرف سیدھا سا سوال کیا ہے' یہاں آپ کی غیر موجودگی میں سب مجھ سے سوال کر رہے تھے' انسان کو اتنا غیر ذمہ دار بھی نہیں ہونا چاہیئے کہ بغیر کچھ بتائے گھر سے گھنٹوں کے لئے غائب ہوجائے"۔ وہ بُرا مان کر بولی۔

''دیکھیے! میں غیر ذمہ دار ہرگز بھی نہیں ہوں اور میں یہ ضروری نہیں سمجھتا کہ آپ کو بتا کر آؤں جاؤں' آپ ہیں کون جو میں اپنی ہر بات آپ کو بتا کر جاؤں''۔ اویس کی بات پر وہ بُری طرح چونکی۔

''اتنی غیریت برتنے کا مطلب جان سکتی ہوں میں' میں نے ایسی کون سی غلطی کی ہے جس کی آپ مجھے سزا دے رہے ہیں' مجھے میرا جرم تو بتایئے پہلے؟'' وہ سراپا سوال بنی پوچھ رہی تھی۔

اویس نے گہرا سانس لے کر اپنی نوبیاہتا دلہن کو دیکھا جو مسلسل دو دن سے اس کی بے رُخی اور سرد مہری کو برداشت کر رہی تھی۔

''اس کا کیا قصور ہے اس سارے معاملے میں یہ تو بالکل لاعلم ہے' پھر میں اسے کس بات کی سزا دے رہا ہوں''۔ اویس اس کی جانب دیکھتے ہوئے سوچنے لگا۔

''اویس! لاعلمی میں ہی اس نے تمہیں تمہاری محبت سے جدا کر دیا ہے' قصوروار تو یہ بھی ہے نہ یہ تمہاری زندگی میں آتی نہ تمہاری محبت ادھوری رہتی' جدائی کی آگ میں جلنے کی سزا اکیلے تم کیوں بھگت رہے ہو' اسے بھی تو سزا ملنی چاہیئے کہ یہ تمہیں پا کر بھی نہ پا سکے' تمہارے ساتھ رہتے ہوئے بھی تم سے جدا رہے' اس کی یہی سزا ہے''۔ اویس کے دل نے ماہین کو سزا سنادی' اویس تو پہلے ہی اس بات پر عمل کر رہا تھا۔

''پلیز! اب تم مجھے سوال کر کر کے بور مت کرو' میں بہت تھکا ہوا ہوں مجھے سونے دو''۔ وہ جھنجلائے ہوئے لہجے میں بولتا بیڈ پر دراز ہو گیا۔

''لائٹ آف کر دینا اور اب پلیز صبح سے پہلے مجھے ڈسٹرب کرنے کی ہرگز کوشش مت کرنا''۔ اویس نے تکیہ منہ پر رکھتے ہوئے کہا تو وہ بس اُسے دیکھ کر رہ گئی۔

''معلوم نہیں آپ اتنے سنگدل کیوں ہیں اویس! مجھے کیوں سزا دے رہے ہیں' سب ہی سارا دن مجھ سے سوال کرتے رہے ہیں' ہر ایک مجھ کو شک بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا' جیسے آپ میری کسی بات سے ناراض ہو کر گھر سے باہر گئے ہیں' تابندہ مامی نے کتنے سوال کیے تھے مجھ سے' کتنی مشکل سے میں نے ان کو مطمئن کیا تھا مگر آپ کو تو کوئی پرواہ ہی نہیں ہے ان باتوں کی' ہر ایک کے سامنے مجھے رسوا کرنے کے چکر میں لگے ہوئے ہیں' کیا ملے گا آپ کو مجھے یوں سب کی نظروں میں گرا کر' کیوں کر رہے ہیں آپ میرے ساتھ یہ سب؟'' اس کا دل چاہا کہ اویس کو جھنجھوڑ کر پوچھے' مگر وہ ایسا نہیں کر سکی' تمام رات اس کی پلکوں سے موتی ٹوٹ ٹوٹ کر گرتے رہے۔

..........☆..........

آج صبح بھی وہ دیر سے ہی اٹھی تھی' رات کی بے آرامی اور رونے کی وجہ سے اسے سر بھاری لگ رہا تھا' آنکھیں گلابی ہو رہی تھیں' اویس کمرے میں موجود نہیں تھا' وہ اُٹھ کر شاور لینے چلی گئی' وہ تیار ہو کر جب نیچے آئی تو آمنہ اسے دیکھ کر مسکرا دیں۔

''اُٹھ گئیں بیٹا! آج کافی دیر لگا دی تم نے اُٹھنے میں''۔ آمنہ کی بات پر وہ شرمندہ سی ہو گئی۔

''سوری مامی! کل سے احتیاط کروں گی''۔

''ارے کوئی بات نہیں بیٹا! تمہارا اپنا گھر ہے' تم ناشتہ کر لو اویس تو آج آفس چلا گیا ہے اب شام ہی کو لوٹے گا''۔ انہوں نے اسے بتایا۔

''کون سی نئی بات ہے مامی! وہ گھر میں ہو کر بھی کل پورا دن غائب رہے تھے' اچھا ہی ہے آج میں آپ لوگوں کے سوالوں سے تو بچ گئی''۔ ماہین نے دل میں سوچا۔



''انور! ماہین کے لئے ناشتہ لے آؤ''۔ آمنہ نے خانساماں کو آواز لگا کر کہا۔

''میں خود لے لوں گی مامی!'' وہ منمنائی۔

''رہنے دو تم اور ہاں شام کو تیار رہنا تمہیں اویس کے ساتھ اپنے گھر جانا ہے''۔ انہوں نے اسے کہا۔

''میں تو تیار ہو جاؤں گی مامی! مگر کیا آپ کے بیٹے کے پاس میرے ساتھ جانے کا ٹائم ہو گا' آج بھی وہ رات گئے گھر لوٹیں گے''۔ وہ سر جھکا کر دل میں اُن سے مخاطب تھی' آمنہ سے یہ سوال کرنے کی ہمت اس میں نہیں تھی' یا شاید وہ آمنہ کو بتانا نہیں چاہتی تھی کہ اویس اس کے ساتھ کس طرح کا رویہ روا رکھے ہوئے ہے' اس لئے خاموشی سے ناخن پر لگی ناخن پالش کو کھرچتی رہی۔

..........☆..........

شام وہ آمنہ کے کہنے پر تیار ہو کر اویس کی منتظر تھی' پرپل کلر کے سوٹ پر وائٹ سمور کی شال میں لپٹی وہ بے انتہا اچھی لگ رہی تھی' کانوں میں اس نے موتیے کی بالیاں ڈالی ہوئی تھیں' میک اپ سے بے نیاز چہرہ نرگس کے پھول کی طرح تازہ لگ رہا تھا۔

اویس ابھی ہی لوٹا تھا' اس کا موڈ بے حد آف لگ رہا تھا اس نے ایک نظر ماہین پر ڈالی' اسے جانے کی مکمل تیاری میں دیکھ کر وہ تپ اُٹھا۔

''کیا آپ کہیں جانے کی تیاری میں ہیں؟'' وہ پوچھ رہا تھا۔

''جی...... وہ مامی نے کہا تھا امی کی طرف جانا ہے''۔ وہ دھیمے لہجے میں بولی۔

''تو جایئے روکا کس نے ہے''۔ وہ سلگ کر بولا' اس کی آواز کافی اونچی تھی۔

''کیا آپ نہیں چلیں گے ساتھ؟'' اس نے ڈرتے ہوئے پوچھا' اویس کے تیز لہجے سے اُسے خوف آ رہا تھا۔

''کیوں میں ڈرائیور لگا ہوں آپ کا جو آپ کو آپ کے گھر لاتے لے جاتے کی ذمہ داری میری ہو گی' آپ کا دل ہو رہا ہے جانے کا تو جایئے نیچے ڈرائیور موجود ہے''۔ وہ تیز لہجے میں بولا تو وہ سہم کر اُسے دیکھنے لگی۔

''اس طرح مت دیکھیں مجھے' اتنی معصوم نہیں ہیں آپ''۔ وہ ماہین سے بولا تو اس نے جلدی سے کمرے سے باہر نکل جانا ہی مناسب سمجھا' ماہین کی آنکھیں نمکین پانی سے بھر آئی تھیں۔

''اتنی انسلٹ میری کبھی کسی نے نہ کی تھی' امی! آپ نے تو کہا تھا اویس بہت اچھے ہیں' مجھے تو کہیں سے بھی اچھے نہیں لگتے' ہر وقت مجھے ڈانٹتے رہتے ہیں' معلوم نہیں کس بات کا غصہ نکال رہے ہیں مجھ پر''۔ وہ اپنے آنسو پونچھتے ہوئے سوچنے لگی۔

''کیا ہوا ماہین بیٹا! یہاں کیوں کھڑی ہو؟'' آمنہ نے آ کر سوال کیا' تو اس نے انگلی کی پوروں سے اپنی نم آنکھوں کو صاف کیا۔

''وہ ان کے لئے چائے کا کہنے جا رہی تھی مامی!'' اس نے جلدی سے بات بنائی۔

''اچھا''۔ وہ یہ کہتیں اس پر غور کیے بغیر کمرے میں چلی گئیں' اویس بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔

''اویس بیٹا! تم جا رہے ہو ناں ماہین کے ساتھ سعدیہ کی طرف؟'' وہ اس سے پوچھنے لگیں۔

''جی ماما! جا رہا ہوں اور آپ؟'' وہ اُٹھ بیٹھا۔

''آپ کی چہیتی پہنچ گئی آپ کے پاس شکایت لے کر میری''۔ اویس نے تپ کر سوچا۔

''تم چائے پی کر فریش ہو جاؤ پھر چلے جانا ہاں اور اگر سعدیہ ماہین کو روکنا چاہیں تو منع کر دینا''۔ انہوں نے اس

سے کہا۔

"وہ کیوں اچھا ہے کچھ دن رہ آئے گی وہ اپنے گھر"۔ اویس نے فوراً ہی خوش ہو کر کہا۔

"اچھا ہے جان چھوٹے گی کچھ دن تو سکون سے گزاروں گا"۔ وہ دل میں سوچنے لگا۔

"کل تابندہ کے گھر جانا ہے تم دونوں کی دعوت ہے وہاں"۔ انہوں نے کہا۔

"ماما! مجھے یہ سب فارمیلیٹیز پسند نہیں ہیں' آپ منع کر دیں تائی اماں کو"۔ وہ فوراً ہی جز بز ہو کر بولا۔

"فضول باتیں مت کرو اویس! میں کسی کو منع نہیں کروں گی"۔ وہ اسے ڈانٹنے لگیں' انور چائے لے آیا تھا' وہ چائے پینے لگا۔

"میں ماہین سے کہتی ہوں تمہارے کپڑے نکال دے گی آ کر"۔ وہ اُٹھتے ہوئے بولیں۔

"میں خود نکال لوں گا آپ رہنے دیں انہیں"۔ اس نے فوراً ہی منع کیا' آمنہ کمرے سے باہر نکل گئیں۔ ماہین' آمنہ کے ساتھ بیٹھی باتیں کر رہی تھی اویس بلیو جینز اور وائٹ شرٹ میں ملبوس وہاں چلا آیا۔

"چلیں"۔ وہ آتے ہی بولا تو ماہین نے سر اُٹھا کر اُسے دیکھا' وہ ہمیشہ کی طرح بے پناہ وجیہہ لگ رہا تھا' ماہین اُٹھ کھڑی ہوئی۔

آج وہ پہلی بار اویس کے ساتھ کہیں جا رہی تھی' گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر وہ اس کے ساتھ بیٹھی تھی' کار ڈرائیو کرتے ہوئے اویس نے اس کی جھکی ہوئی گھنیری پلکوں کو دیکھا جو رخساروں پر سایہ کیے ہوئے تھیں۔

"کیا ضروری تھا آج آپ کا پھپھو جان کی طرف جانا؟" وہ سوال کر رہا تھا۔

"مامی نے کہا تھا مجھے امی کی طرف جانے کا"۔ وہ آہستگی سے بولی۔

"آپ منع بھی تو کر سکتی تھیں"۔ وہ کہنے لگا۔

"آپ منع کر دیتے اگر آپ کا دل نہیں چاہ رہا تھا تو"۔ ماہین نے ڈرتے ہوئے کہا۔

"ساری بُرائی میں اپنے سر پر رکھ لوں اور تم ہر جگہ اچھی بنی رہو"۔ وہ سلگ کے بولا۔

"دیکھیں! مجھے یہ روز روز اِدھر اُدھر جانا بالکل پسند نہیں ہے' آپ کو اگر گھومنے پھرنے کا اتنا شوق ہے تو ڈرائیونگ سیکھ لیجئے"۔ اویس نے صاف لفظوں میں اس کے ساتھ کہیں آنے جانے سے انکار کر دیا۔ اپنی تذلیل پر ایک بار پھر اس کی آنکھیں بھر آئیں' رخساروں پر بہہ نکلنے والے آنسو اس نے اپنی ہتھیلی کی پشت سے صاف کیے۔

"اب یہ رونے دھونے کا پروگرام مت بنائیے' مجھے یہ بات بات پر آنسو بہانے والی عورتیں بالکل پسند نہیں ہیں"۔ وہ اس کو روتا دیکھ کر مزید برہم ہوا۔

"آپ سیدھا سیدھا یہ کیوں نہیں کہہ دیتے کہ میں ہی آپ کو پسند نہیں ہوں"۔ آخر اس نے کہہ ہی دیا' کب تک برداشت کرتی رہتی۔

"ہاں نہیں اچھی لگتی ہیں آپ مجھے' آپ میں ہے کیا جو میں آپ کو پسند کروں"۔ اویس نے بھی کہہ دیا صاف لفظوں میں' کوئی لحاظ نہیں رکھا۔

"تو ٹھیک ہے پھر میں آپ کے ساتھ واپس نہیں جاؤں گی' اکیلے جائیے گا اپنے گھر اور اُسے لے آئیے گا جو آپ کو پسند ہے"۔ ماہین نے غصے میں کہا' تو اویس نے چونک کر اُسے دیکھا۔

"اسے کیسے پتا کہ میں کسی اور کو پسند کرتا ہوں"۔ اب وہ سوچ رہا تھا۔

"آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے ماہین! میں کسی کو پسند نہیں کرتا اگر کرتا ہوتا تو آپ کی جگہ وہ لڑکی میرے ساتھ ہوتی



آپ نہ ہوتیں"۔ اب وہ سنبھل کر بولا۔

"کہیں گھر جا کر یہ پھپھو جانی سے کچھ کہہ نہ دے' وہ کیا سوچیں گی میرے بارے میں"۔ اب وہ پریشان ہو رہا تھا' ماہین سے اُسے ایسی ہی اُمید تھی' کیونکہ وہ تھی ہی ایسی کوئی بات دل میں نہیں رکھتی تھی۔

"اگر اس نے گھر جا کر کچھ کہا تو پھپھو جانی' ماما سے پوچھیں گی اور ماما تو میرا حشر ہی کر دیں گی' وہ مجھے پہلے ہی وارن کر چکی ہیں' اب اس کم عقل کو کیسے مناؤں میں' اوہ گاڈ! تو ہی مدد کر میری' اسے کیسے سمجھاؤں میں کیا کہہ کر منع کروں گھر رُکنے سے"۔ اویس کی پریشانی میں ماہین کے رونے اور گھر رُک جانے کی دھمکی سے اضافہ ہوتا جا رہا تھا' اویس نے گاڑی سائیڈ پر لگاتے ہوئے روک دی اور ٹشو پیپر بکس سے ٹشو نکال کر ماہین کی جانب بڑھایا۔

"دیکھیے پلیز! آپ رونا بند کریں' مجھے ڈرائیو کرنے میں مشکل ہو رہی ہے آپ کے رونے کی وجہ سے"۔ وہ نرم لہجے میں بولا۔

"میری وجہ سے تو آپ کو گھر میں رہنا بھی مشکل لگ رہا ہے' اسی لئے میں نے سوچ لیا ہے اب میں واپس بالکل نہیں آؤں گی"۔ وہ اس کے ہاتھ کو غصے سے پیچھے کرتے ہوئے بولی۔

"دیکھیں! آپ کو غلط فہمی ہو رہی ہے' ایسی کوئی بات نہیں ہے' دیکھیں اگر آپ کو میری ذات سے کوئی تکلیف پہنچی ہے تو سوری' میں کوشش کروں گا کہ آپ کو کوئی شکایت نہ ہو' آپ گھر پر مت رُکیئے گا ورنہ ماما سے مجھے کافی ڈانٹ پڑے گی پلیز سوری"۔ وہ آمنہ کے غصے کے ڈر سے اس سے اپنے رویے کی معذرت کرنے لگا۔

"میں مامی سے آپ کی کوئی شکایت نہیں کروں گی' مگر میں اب واپس نہیں آؤں گی"۔ اس نے اپنی بات پر اڑتے ہوئے کہا۔

"تو ٹھیک ہے میں بھی آپ کو پھپھو جان سے ملوانے نہیں لے جا رہا' آپ جی بھر کر رو دیئے"۔ اویس نے کہا اور اپنی سیٹ کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے آنکھیں موند کر بڑے پرسکون انداز میں بیٹھ گیا۔ ماہین نے روتے ہوئے اس بے حس انسان کو دیکھا جسے اس کے دلی جذبات کی بالکل پرواہ نہ تھی' پرواہ تھی تو صرف اپنی پوزیشن کی۔

"آپ انتہائی بے حس ہیں اویس! آپ کو اب بھی میری نہیں صرف اپنی پوزیشن کی فکر ہے کہ میری ماما کیا سوچیں گی اور مامی آپ پر ناراض ہوں گی اگر میں نے آپ کی شکایت کر دی تو......" ماہین نے سلگ کر سوچا۔

ماہین نے رونے کا پروگرام ملتوی کر کے خاموشی اختیار کر لی تو اس نے آنکھیں کھول کر ماہین کو دیکھا جس کی آنکھیں رونے سے سرخ ہو گئی تھیں۔

"اس کی آنکھیں کتنی اچھی لگتی ہیں"۔ اویس نے اس کی آنکھوں کو دیکھتے ہوئے سوچا۔

"تو آپ نے پھپھو جان کے گھر رُکنے کا پروگرام ملتوی کر دیا ناں؟" وہ پوچھ رہا تھا۔

"نہیں"۔ وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔

"تو ٹھیک ہے پھر ہم ڈنر گھر پر ہی کرتے ہیں' میں پھپھو سے معذرت کر لیتا ہوں کہ آج ہم نہیں آ سکیں گے"۔ وہ کہتے ہوئے اپنے موبائل پر سعدیہ کے گھر کا نمبر ڈائل کرنے لگا۔

"جھوٹ بولیں گے آپ امی سے"۔ وہ حیران ہوئی۔

"کیا کروں بولنا پڑے گا"۔ وہ مسکرایا' تو وہ جل کر منہ پھیر کر باہر کی جانب دیکھنے لگی۔

"السلام علیکم پھپھو جان!" وہ کنکھیوں سے ماہین کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"وعلیکم السلام! جیتے رہو بیٹا' ابھی تک پہنچے نہیں تم لوگ"۔ وہ پوچھ رہی تھیں۔

”وہ پھپھو جان......“ اویس بول رہا تھا کہ ماہین نے پلٹ کر اس کی جانب دیکھا اور اس کے ہاتھ سے موبائل جھپٹ لیا۔

”بس اماں! ابھی پہنچ رہے ہیں ہم لوگ“۔ وہ جلدی سے بولی تو وہ ہنسنے لگا۔

”مگر یہ اویس کیا کہہ رہا تھا؟“ وہ پوچھنے لگیں۔

”وہ اماں! گاڑی کا ٹائر پنکچر ہو گیا ہے اس لئے کہہ رہے تھے دیر ہو جائے گی' آپ پریشان مت ہوئیے گا ہم تھوڑی دیر میں آ رہے ہیں“۔ ماہین نے فوراً ہی بہانا بنایا' اویس دیکھنے لگا وہ اب مسلسل مسکرا رہا تھا۔

”اچھا بیٹا!“ سعدیہ نے فون رکھا۔

”تو آپ جھوٹ بھی بول لیتی ہیں“۔ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولا۔

”آپ کی وجہ سے بولنا پڑا“۔ وہ بولی۔

”اوکے چلتے ہیں لیکن آپ واپس آئیں گی میرے ساتھ“۔ اویس نے شرط رکھی تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا' اویس نے گاڑی اسٹارٹ کر دی۔ وہ گھر پہنچی تو سعدیہ اس سے یوں ملیں جیسے برسوں بعد ملی ہوں۔

”بیٹا! یہ کیا حلیہ بنا رکھا ہے تم نے؟“ وہ اسے بنا میک اپ اور زیورات کے بغیر دیکھ کر بولیں۔

”اماں! مجھے نہیں پسند ہیں یہ سب چیزیں“۔

”بیٹا! ابھی تمہاری شادی کو دو چار دن ہی ہوئے ہیں' یہی دن ہیں پہننے اوڑھنے کے' بھابی سے کہوں گی وہ بھی خیال رکھیں گی ان باتوں کا' بہت ہی لاپرواہ ہو تم ماہین“۔ سعدیہ نے کہا۔

”پھپھو جان! ماما بھی یہی کہتی ہیں انہیں' مگر یہ سنتی ہی نہیں ہیں' پھپھو جان ہمارے ملک کی لڑکیاں بھی بہت زیادہ ویسٹرن ٹائپ ہو گئی ہیں' چوڑیوں اور جیولری سے الرجک لگتی ہیں' میں وہاں سوچا کرتا تھا کہ مشرقی لڑکیاں کتنی الگ اور مختلف ہوتی ہیں' ماہین کو دیکھ کر لگتا ہے یہ واقعی کافی مختلف ہیں“۔ اویس بول رہا تھا۔

”ماہین! آئندہ مجھے یہ سب سننے کو نہ ملے' اویس کو تم سے کوئی شکایت نہیں ہونی چاہیئے“۔ سعدیہ نے بیٹی کو گھورا اور ساتھ ہی اپنی کلائی سے چوڑیاں اُتار کر اس کے ہاتھ میں ڈال دیں تو وہ ہنس دیا۔

واپسی پر وہ گنگنا رہا تھا' اس کا موڈ کافی اچھا لگ رہا تھا۔

”آپ نے اماں سے جھوٹ کیوں بولا؟“ وہ پوچھ رہی تھی۔

”آپ کیوں سادہ سے حلیے میں رہ کر سب کو شک میں ڈالنا چاہ رہی ہیں“۔ وہ سادہ سے لہجے میں بولا' وہ خجل سی ہو گئی۔

”مجھے میک اپ کرنا کبھی پسند نہیں رہا ہے اور نہ ہی میں زیادہ جیولری پہننے کی شوق ہوں“۔ وہ کہہ رہی تھی۔

”مگر شادی کے بعد تھوڑا بہت بناؤ سنگھار تو کرنا ہی پڑتا ہے' آپ اگر اس طرح سادہ رہیں گی تو سب سوال تو کریں گے ہی اور ہو سکتا ہے اس سے وہ میرے آپ کے بیچ کے معاملے کو بھی جان لیں“۔ وہ بول رہا تھا۔

”آپ بہت چالاک ہیں اس لئے آپ نے اماں سے وہ سب کہا“۔ وہ اس کی بات کا مطلب سمجھ گئی۔

”جی اسی لئے آج سمجھا رہا ہوں' آئندہ خیال رکھیے گا میں ہر بار آپ کی مدد نہیں کروں گا“۔ اویس نے کہا۔

”آپ میری کہاں اپنی مدد کر رہے تھے' اس وقت اگر اماں کو شک ہو جاتا تو آپ سے بھی سوال کیے جا سکتے تھے' سوال صرف مجھ سے ہی نہیں کیے جائیں گے' اس لئے آپ کو بھی کچھ خیال تو کرنا پڑے گا' اگر اپنی پوزیشن سب کے سامنے ٹھیک رکھنی ہے تو“۔ ماہین نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا۔

جاری ہے

## تہمینہ الیاس

دوسرا حصہ

## مکمل ناول

# آنکھیں تیری

"آپ شروع سے ایسی ہی ہیں کیا؟ میں نے تو سنا تھا شادی کے کچھ مہینوں تک دلہن شرمائی شرمائی رہتی ہے' کچھ بولتی نہیں ہے صرف سنتی ہے مگر آپ تو خوب بولتی ہیں اور ساتھ میں دھمکیاں بھی دیتی ہیں"۔ اویس نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا تو وہ جھینپ گئی۔

"آپ...... بہت زیادہ بولتے ہیں"۔ وہ صرف اتنا ہی کہہ پائی تو وہ اس کے جھینپنے پر ہنس دیا۔

"آپ شرماتی بھی ہیں"۔ وہ ہنسا تو اس نے اپنے سر پر شال اوڑھ لی تو وہ قہقہہ لگا کر ہنسنے لگا۔

"تھینک گاڈ! پچھلے چار دنوں میں پہلی بار آپ کو شرماتے دیکھا ہے ورنہ پچھلے چار دن سے میں تو یہی سوچ رہا تھا یار! یہ کون سا روپ ہے دلہن کا جو پٹر پٹر ہر وقت بولتی رہتی ہے"۔ اویس کی باتوں سے وہ مزید جھینپ رہی تھی اور اویس کی شوخیاں عروج پر تھیں۔

"ویسے آپ خاموش زیادہ اچھی لگتی ہیں' آپ یوں شرماتے ہوئے نئی نویلی دلہن لگ رہی ہیں ورنہ شام کو پھپھو کی طرف جاتے ہوئے مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے ہماری شادی کو چار دن نہیں چار سال ہو گئے ہیں تب ہی آپ مجھ سے اس طرح لڑ رہی تھیں"۔ اویس نے مزید کہا' ماہین نے اپنا سر تھام لیا تو اویس خاموش ہو گیا' باقی رستے خاموشی رہی۔

☆

اویس اپنے آفس میں بیٹھا تھا' تمکین آج بھی آفس نہیں آئی تھی احتشام کو بلا کر پوچھا۔

"احتشام صاحب! یہ مس تمکین آفس کیوں نہیں آ رہی ہیں؟"

"وہ بغیر اطلاع کے چھٹیاں کر رہی ہیں سر! میں نے فون بھی کیا تھا مگر وہ فون پر ملی ہی نہیں"۔ احتشام نے بتایا۔

"اوکے! میں خود معلوم کر لیتا ہوں' آپ جائیے"۔ وہ خود ہی تمکین کو فون کرنے لگا۔

"ہیلو تمکین!"

"جی سر!"

"تم آفس کیوں نہیں آ رہی ہو آج کل؟"

"سر! میں بیمار تھی"۔

"اوہ...... کیا ہوا' اب کیسی طبیعت ہے آپ کی؟ مجھے کیوں نہیں بتایا تھا تم نے؟" وہ پریشان ہوا۔

"آپ بزی تھے اس لئے' سر! شادی مبارک ہو آپ کو"۔ وہ اُداسی سے بولی۔

"آپ اگر ٹھیک محسوس کر رہی ہیں تو آج آفس آ جائیں مجھے کچھ کام ہے آپ سے"۔ اویس نے کہا۔

''اوکے سر! میں آ جاتی ہوں ابھی''۔ نگین نے کہا تو وہ خوش ہو گیا۔
''میں گاڑی بھیج دیتا ہوں تم آرام سے آ جانا''۔ اویس نے کہا۔
''ٹھیک ہے''۔ وہ مسکرائی' اویس نے لائن ڈسکنیکٹ کرتے ہوئے آپریٹر کو کال کی۔
''ڈرائیور کو کہیں جا کر مس نگین کو لے آئے اُن کے گھر سے''۔
''جی سر!'' آپریٹر نے کہا۔
اب اویس سب کام چھوڑ کر نگین کا منتظر تھا۔ محسن جو کسی کام کے سلسلہ میں باہر جا رہا تھا' نگین کو اویس کی گاڑی میں آتا دیکھ کر بُری طرح چونکا۔
''یہ اویس کی گاڑی میں کہاں سے آ رہی ہے اس وقت''۔ محسن نے گھڑی میں ٹائم دیکھا جو گیارہ بجا رہی تھی۔
نگین گاڑی سے اُتر کر خراماں خراماں چلتی آفس میں داخل ہو چکی تھی جبکہ محسن اپنا باہر جانے کا پروگرام ملتوی کرتے ہوئے خود بھی اس کے پیچھے آفس میں داخل ہو گیا' نگین سیدھی اویس کے آفس میں انٹر ہوئی تھی' اویس اس کو دیکھ کر خوشی سے کھل اُٹھا۔
''تمہارے بغیر آفس بالکل سونا لگ رہا تھا نگین! تم پلیز چھٹیاں مت کیا کرو''۔ وہ اس سے بول رہا تھا۔
''سر! میری تو زندگی ہی سونی کر دی ہے آپ نے' آپ کو اب بھی صرف اپنے آفس کے سونے پن کی پرواہ ہے''۔ وہ افسردگی سے بولی۔
''سوری نگین! میں تمہیں ہرٹ نہیں کرنا چاہتا تھا' ماما نے مجھ سے پوچھے بغیر ہی سب طے کر دیا اور سب اتنا اچانک ہوا کہ میں کچھ کر ہی نہیں سکا''۔ اویس نے اپنی پوزیشن کلیئر کرنی چاہی۔
''میں نہیں مانتی ان باتوں کو' آپ جھوٹ مت بولیں مجھ سے''۔ وہ ناراضی کے ساتھ بولی۔
محسن شیشے کے پار اویس اور نگین کو بات کرتے دیکھ رہا تھا' وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ اب نگین کو یہاں کیوں بلایا گیا ہے اس لئے وہ اویس کے روم میں داخل ہو گیا' اویس' محسن کو دیکھ کر چونکا۔
''مس نگین! آپ اتنا لیٹ آفس آئی ہیں' یہ ٹائم ہے آپ کے آفس آنے کا''۔ وہ آتے ہی نگین پر گرم ہونے لگا تھا۔
''سوری سر! میں بیمار تھی''۔ وہ گڑبڑا کر بولی۔
''بیمار ہیں تو گھر میں رہ کر آرام کیجئے لیکن میں آفس میں لیٹ آنے والوں کو بالکل پسند نہیں کرتا ہوں' اس لئے آئندہ احتیاط کیجئے گا' یہ فائل لے جا کر اصغر صاحب کو دیجئے اور اکرم کو کہیں کہ میری ٹیبل پر جو گرین کلر کی فائل رکھی ہے اُسے لے کر یہاں آئے''۔ محسن نے آتے ہی اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔
''جی سر!'' وہ فائل لے کر باہر جانے لگی۔
''اور ہاں میرے لئے چائے بنا لایئے گا''۔ محسن نے ایک اور کام اُسے بتایا' اویس اپنی جگہ پر پہلو بدل کر رہ گیا۔
''یہ محسن یہاں کہاں سے آ گیا' اب میں اس سے کچھ کہہ بھی تو نہیں سکتا''۔ اویس سوچ رہا تھا' محسن کرسی گھسیٹ کر وہیں بیٹھ گیا تھا۔ اکرم فائل لے کر آیا تو محسن نے فائل اویس کو دے دی۔
''تم جا کر صدیقی صاحب سے مل لو مجھے یہاں آفس میں کچھ ضروری کام ہے''۔ محسن نے اویس سے کہا۔
''یعنی نگین کو آفس میں بلانا بیکار ہی رہا''۔ اویس سوچنے لگا۔
''اوکے میں چلا جاتا ہوں''۔ اویس نے بادل نخواستہ کہا' اتنے میں نگین چائے بنا کر لے آئی تھی اس نے ایک کپ محسن کو دیا اور دوسرا اویس کے سامنے رکھا۔



''مس نگین! آپ چل کر میرے کیبن میں بیٹھیے' میں نے کچھ پیپرز ٹائپ کروانے ہیں' آج میرا پی اے چھٹی پر ہے' اس کی جگہ اب آپ ہی نے کام کرنا ہے''۔ محسن نے نگین کو وہاں سے ہٹانے کی غرض سے کہا' تو وہ اویس کو دیکھتے ہوئے باہر نکل گئی۔ اویس' محسن کے سامنے کچھ بھی بول نہیں پایا تھا۔
''میرا پی اے جب تک چھٹی پر ہے اس کی جگہ پر نگین کام کرے گی آج سے''۔ محسن اب اویس سے مخاطب تھا۔
''اور میرا کام کیسے ہوگا' آپ کسی اور کو اپنے پاس بٹھا لیں''۔ اویس نے فوراً ہی کہا۔
''تم اکرم کو بٹھا لینا یہاں پر ویسے بھی میرے پاس کام کا زیادہ لوڈ ہوتا ہے' نگین میرے ساتھ ٹھیک رہے گی میں اکرم کو یہاں بیٹھنے کا کہہ دیتا ہوں''۔ اویس خاموشی سے محسن کو دیکھنے لگا۔
''تم جاؤ اب صدیقی صاحب انتظار کر رہے ہوں گے''۔ اب اس نے اویس کو سوچ میں گم دیکھ کر کہا' تو وہ فائل اٹھا کر اٹھ کھڑا ہوا اور محسن کے ساتھ چلتا ہوا آفس سے نکل گیا۔ محسن نے اپنے آفس میں آ کر کافی سارا کام نگین کے ذمے لگا دیا تھا۔
''اب یہ اس کام میں شام تک بزی رہے گی' چلو اب میں اطمینان سے اپنا کام کر سکوں گا''۔ محسن نے مطمئن ہو کر سوچا اور کمپیوٹر آن کر کے اپنے کام میں بزی ہو گیا تھا۔

☆

شام آفس سے واپسی پر وہ اپنی گاڑی خراب ہو جانے کا بہانہ بنا کر اویس کے ساتھ ہو لیا تھا۔
''آج تو نگین سے بات نہیں ہو سکی' کل بات کروں گا اس سے''۔ اویس نے سوچا۔
''آپ کو آپ کے گھر چھوڑنا ہے ناں''۔ وہ محسن سے پوچھ رہا تھا۔
''نہیں مجھے احسان انکل سے کام ہے' تمہارے ساتھ ہی چل رہا ہوں گھر''۔ محسن نے اطمینان سے کہا۔
''ماہین کیسی لگی تمہیں اویس؟'' اب وہ ماہین کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔
''ٹھیک ہیں''۔
''یعنی تمہیں وہ زیادہ پسند نہیں ہے''۔ اویس کے کہنے پر محسن نے نتیجہ اخذ کر لیا۔
''جب جانتے ہو تو کیوں پوچھ رہے ہو''۔ اویس نے اس کی جانب دیکھ کر کہا' محسن اسی کو دیکھ رہا تھا۔
''ماہین' نگین سے کہیں زیادہ بہتر ہے تمہارے لئے''۔ محسن نے اویس سے کہا۔
''یہ آپ لوگوں کی رائے ہے میری رائے اس سے مختلف ہے' ماہین آپ لوگوں کی پسند ہے میری نہیں''۔ اویس نے کہا۔
''بے وقوف ہو تم اویس! تم کل بھی غلطی پر تھے اور آج بھی غلطی پر ہو' تمہاری غلطی یہ ہے کہ تمہیں اپنوں سے زیادہ غیروں پر اعتبار ہے' ہم تمہارے دشمن نہیں ہیں اور نہ ہی تمہارا بُرا چاہتے ہیں' ہم صرف تمہاری بھلائی چاہتے ہیں اس لئے میں نے چچی جان کو بتا دیا تھا نگین کے بارے میں سب کچھ کہ وہ بروقت کچھ کر لیں ورنہ کچھ نہیں ہو سکے گا' اسی لئے انہوں نے فوری طور پر تمہاری شادی کروا دی ورنہ وہ بھی تمہاری طرح نگین کے ہاتھوں بے وقوف بن جاتیں' نگین کی حقیقت ابھی تمہیں پتا نہیں ہے جس دن معلوم ہو جائے گا اس کے بارے میں تمہیں سب کچھ تم اس سے نفرت کرنے لگو گے' اویس شکر ادا کرو خدا کا کہ تم نگین کے جال میں پھنسنے سے بچ گئے ہو''۔ محسن بول رہا تھا مگر محسن کی ہر بات اویس کو جھوٹی اور بے بنیاد لگ رہی تھی۔
''میں نہیں مانتا ان باتوں کو' وہ غریب ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ غلط ہے''۔ اویس' محسن کی بات کو رد کرتے ہوئے بولا۔

''قریب ہونا نرا دلی نہیں ہے اویس! اس کے دل میں جو لالچ اور بے ایمانی ہے وہ غلط چیز ہے وہ تم سے نہیں تمہاری دولت سے پیار کر رہی ہے تم سے پہلے وہ شاہ زیب کے پیچھے تھی مگر شاہ زیب نے کبھی اُسے اہمیت ہی نہیں دی اتنی کہ وہ آگے بڑھ پاتی' تم بہت سیدھے ہو اس لئے آ گئے اس کی باتوں میں''۔ محسن نے مزید بتایا تو وہ شاہ زیب کے نام پر چونکا۔

''اگر تمہیں میری بات کا یقین نہیں تو شاہ زیب سے پوچھ لو''۔ محسن نے پھر کہا۔

''جب مجھے اس پر شک ہی نہیں ہے تو میں کیوں پوچھوں کسی سے' مجھے کسی سے کچھ معلوم نہیں کرنا ہے''۔ وہ قطعیت سے بولا۔

''اوکے' کچھ دنوں میں حقیقت خود تمہارے سامنے آ جائے گی''۔ محسن ہار ماننے والوں میں سے نہیں تھا۔ گھر آ گیا تھا اویس کے ہارن بجانے پر گیٹ کیپر نے گیٹ کھول دیا اور اویس گاڑی کو اندر پارک کر کے محسن کے ساتھ چلتا ہوا اندر آ گیا۔

''السلام علیکم چچی جان! کیسی ہیں آپ اور ماہین تم کیسی ہو گڑیا؟'' محسن نے آمنہ کو سلام کرتے ہوئے ان کے ساتھ بیٹھی ماہین کو بھی مخاطب کر ڈالا اور ساتھ ہی دست شفقت اس کے سر پر رکھا۔

''وعلیکم السلام بیٹا! آج تم اویس کے ساتھ کیسے آ گئے؟'' آمنہ نے پوچھا۔

''میری گاڑی خراب ہو گئی تھی پھر مجھے انکل سے بھی کام تھا اس لئے ساتھ چلے آئے' ماہین تم اویس کے ساتھ گھر کب آ رہی ہو؟'' وہ پھر ماہین کی طرف متوجہ ہوا تو اویس منہ بنا کر محسن کو دیکھنے لگا۔

''جب آپ بولیں''۔ ماہین مسکرائی۔

''اسے تو بس ہر وقت باہر رہنے کا شوق ہے' ہر وقت باہر جانے کو تیار رہتی ہے' کبھی منع نہیں کر سکتی''۔ اویس نے چڑ کر دل میں سوچا۔

''ابھی چلو تم دونوں گھر میرے ساتھ''۔ محسن نے فوراً ہی کہا۔

''آج تابندہ کی طرف جانا ہے ان دونوں نے' کل تمہاری طرف تو آئیں گے عاصمہ نے بتایا نہیں تمہیں؟'' آمنہ بولیں۔

''نہیں' چلو اچھا ہے آج تائی اماں کے گھر اچھی گیدرنگ رہے گی' تب ہی شاہ زیب نے مجھے فون کر کے شام آنے کی تاکید کی تھی''۔ محسن نے کہا تو اویس چونکا۔

''اب شاہ زیب بھی مجھے لیکچر دینے کی کوشش کرے گا' یہ لوگ مجھے میرے حال پر چھوڑ کیوں نہیں دیتے' جسے دیکھو مجھے نگین کے خلاف بھڑکانے کی کوشش میں لگا ہوا ہے''۔ اویس چپ کر سوچنے لگا۔

''میں ذرا اپنے کمرے میں جا رہا ہوں ماما! میری چائے وہیں بھجوا دیجئے گا''۔ اویس اُٹھتے ہوئے بولا۔

''جاؤ ماہین! اویس کی چائے کمرے میں لے جانا اور اپنے ماموں کو کہو محسن آیا ہے ان سے ملنے''۔ آمنہ نے ماہین سے کہا' اویس منہ بناتا ہوا اپنے کمرے میں چلا گیا' ماہین کچن میں چلی آئی تھی۔

''آج نگین آفس میں آئی تھی''۔

''اس نے ابھی تک اویس کا پیچھا چھوڑا نہیں ہے اس طرح تو مشکل ہو جائے گی وہ کام اویس کے پاس کرتی ہے''۔ آمنہ کو جان کر حیرت ہوئی اور ساتھ میں پریشانی بھی۔

''اگر وہ اویس کے ساتھ کام کرتی رہی تو کبھی بھی اویس کے دل و دماغ سے نہیں نکل سکے گی''۔ آمنہ نے مزید کہا۔

''میں نے اسے اویس کے پاس سے ہٹا کر اپنے پاس بٹھا لیا ہے' میری کوشش یہی رہے گی کہ اس کی حقیقت اویس پر آشکار ہو جائے' آپ بے فکر رہیں میری موجودگی میں وہاں پر کچھ بھی نہیں ہو سکے گا''۔ محسن نے انہیں یقین



دلایا تو وہ تھوڑا مطمئن ہو گئیں۔

''بیٹا! میں تو اللہ سے یہی دُعا کرتی ہوں کہ میرا بیٹا اس لڑکی کے چکر سے نکل آئے' اللہ اسے عقل دے''۔

''انشاء اللہ! ایسا ہی ہو گا اللہ بہتر کرنے والا ہے' اچھا اب میں چلوں گا''۔ محسن نے کہا۔

''بیٹھو ابھی' پھر تمہیں احسان سے بھی تو ملنا تھا''۔

''وہ تو بہانہ تھا چچی جان! انکل سے مجھے کوئی کام نہیں تھا آپ ماہین کو کہیں کہ اویس کا خیال ذرا ٹھیک سے رکھے اسے اس کی مرضی پر نہ چھوڑے''۔ محسن نے انہیں کہا تاکہ وہ ماہین کو سمجھا سکیں۔

''بیٹا! ماہین تو اس سارے معاملے سے بے خبر ہے اور ماہین ہی کیا یہ بات تو کوئی بھی نہیں جانتا ہے کہ میں نے اویس کی شادی اتنی جلدی میں کیوں کی ہے''۔ آمنہ نے کہا۔

''باقی لوگوں کی بات چھوڑیں آپ۔ ماہین اویس کی بیوی ہے وہ اسے صحیح طریقے سے ہینڈل کر سکتی ہے آپ اسے سمجھایئے گا ضرور''۔ محسن نے پھر کہا۔

''اچھا بیٹا! میں بات کروں گی ماہین سے اس بارے میں''۔ محسن تھوڑا مطمئن ہو کر چلا گیا۔

ماہین چائے لے کر کمرے میں گئی تو اویس فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔

''اب میں محسن کے سامنے تو کچھ بول نہیں سکتا تھا ناں' خیر کل میں بات کرتا ہوں' تم پریشان کیوں ہو رہی ہو سب ٹھیک ہو جائے گا''۔ ماہین کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا کہ وہ اتنی آہستہ آواز میں کس سے بات کر رہا ہے' ماہین کو دیکھ کر وہ چونکا تھا۔

''اوکے' میں پھر بات کرتا ہوں''۔ یہ کہہ کر اویس نے فون ہی آف کر دیا تھا اور ماہین کو تیز نظروں سے دیکھنے لگا۔

''چائے لائی ہوں آپ کے لئے''۔ ماہین نے چائے کا کپ اس کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔

''رکھ دو' تائی اماں کی طرف کب چلنا ہے؟'' وہ پوچھنے لگا' ساتھ ہی چائے کا کپ اُٹھا کر ہونٹوں سے لگایا۔

''جب آپ کہیں''۔

''اوکے' مغرب کے بعد تک چلیں گے' میں تھوڑی دیر سوؤں گا''۔ اویس نے کہا' وہ چائے کے چھوٹے چھوٹے سپ لے رہا تھا۔

''ٹھیک ہے آپ کے کپڑے میں نے پریس کر دیئے تھے''۔ وہ بات کرنے کی غرض سے بولی' اویس خاموشی سے چائے پی رہا تھا۔

''کیا بڑی مامی کے ہاں سب لوگ آئے ہوئے ہوں گے؟'' وہ اس سے پوچھ رہی تھی۔

''مجھے کیا معلوم''۔ وہ چڑ کر بولا۔

''وہ محسن بھائی نے بتایا تھا نا کہ شاہ زیب بھائی نے فون کر کے انہیں انوائٹ کیا ہے اس لئے پوچھ رہی ہوں''۔ وہ صفائی دینے لگی۔

''محسن کو انوائٹ شاہ زیب نے کیا ہے میں نے نہیں''۔ وہ چڑ کر بولا۔

''آپ کا موڈ ہر وقت آف کیوں رہتا ہے''۔ اب وہ پوچھنے لگی۔

''تمہیں دیکھ کر ہو جاتا ہے''۔ وہ جواباً بولا تو وہ پوری آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگی۔

''کیا میں اتنی بُری لگتی ہوں آپ کو؟'' اپنی انسلٹ کے احساس سے اس کی سیاہ بھنورا سی آنکھیں دھندلانے لگیں۔ اویس چائے کا کپ سائڈ ٹیبل پر پٹخ کر غصے سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

''تم کیا ہر وقت مجھے کٹہرے میں کھڑا کر کے سوال جواب کرتی رہتی ہو' وکیل ہو تم جو ہر وقت جرح کرتی رہتی ہو

تنگ آ گیا ہوں میں تمہارے سوالوں کے جواب دے دے کر مجھے بھی سکون چاہیے' کچھ پل چاہئیں تنہائی کے یہاں پر تمہارے آ جانے سے اب وہ بھی میسر نہیں آتے' ہر وقت میرے سر پر سوار رہنا ضروری ہے کیا' نہ موقع ہو نہ موقع بس بولنا شروع کر دیتی ہو' ابھی میں نے کہا تھا مجھے کچھ دیر سونا ہے اور تم ہو کہ مسلسل بولے جا رہی ہو' خاموش بھی رہا کرو ہر وقت بولتے رہنا فرض نہیں ہے' جاؤ یہاں سے دروازہ اُدھر ہے"۔ اویس اس پر چیخ رہا تھا' ماہین نے رونا شروع کر دیا تھا' وہ تیزی سے بھاگ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

"دماغ خراب کر کے رکھ دیا ہے اس لڑکی نے میرا' ایڈیٹ"۔ وہ اپنی کنپٹی کی رگیں انگلیوں سے سہلاتے ہوئے بڑبڑایا اور لائٹ آف کر کے بیڈ پر دراز ہو گیا' ماہین کے رونے کا اس کے دل پر ذرا اثر نہیں ہوا تھا۔

"یہاں ضرور کوئی گڑبڑ ہے ورنہ ایسا تھوڑی ہوتا ہے شادی کے بعد تو لوگ بہت خوش رہتے ہیں' یہ تو دنیا سے نرالے ہیں ہر وقت غصے سے چنگھاڑتے رہتے ہیں"۔ ماہین روتے ہوئے سوچ رہی تھی۔

"مگر پتا کیسے چلاؤں میں کہ یہ میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہے ہیں' کیا وجہ ہے جو یہ مجھ پر ہر وقت ناراض ہوتے رہتے ہیں' کس سے پوچھوں' مامی سے کچھ بول نہیں سکتی خوامخواہ پریشان ہوں گی' یہ خود کچھ بتاتے نہیں ہیں"۔ ماہین مسلسل سوچ رہی تھی مگر کوئی سرا ہاتھ نہیں لگ رہا تھا' کافی دیر سوچنے کے بعد بھی جب کچھ سمجھ نہ آیا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میں اویس سے ضرور پوچھوں گی اس سب کی وجہ کیا ہے آخر"۔ وہ اٹھ کر اندر چلی آئی' کمرے میں آئی تو اویس سویا ہوا تھا' ماہین نے وضو کر کے مغرب کی نماز پڑھی اور اویس کو جگایا۔

"اٹھ جائیں مغرب کی نماز کا ٹائم نکل جائے گا"۔ ماہین نے اویس کو جگاتے ہوئے کہا۔

"اچھا"۔ اویس نے کہا اور کمبل ہٹاتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا' پیروں میں سلیپر ڈالتا وضو کرنے چلا گیا' وہ نماز سے فارغ ہوا تو ماہین اس کے لئے چائے لے آئی۔

"میں آپ کے کپڑے نکال دیتی ہوں' ابھی بڑی مامی کا فون آیا تھا میں نے کہہ دیا ابھی تھوڑی دیر میں پہنچ رہے ہیں"۔ وہ وارڈ روب سے اویس کے کپڑے نکالتے ہوئے بول رہی تھی۔

"میں تو سمجھ رہا تھا یہ مجھ سے ناراض ہو جائے گی اور میرے ساتھ تائی اماں کے گھر جانے سے انکار کر دے گی مگر یہ تو جانے کی تیاری میں بڑی ہے اس کے کسی بھی انداز سے نہیں لگ رہا کہ مجھ سے کسی بات پر خفا ہے"۔ اویس سوچنے لگا۔

"چائے اچھی نہیں لگی کیا آپ کو؟" وہ اویس کو سوچ میں ڈوبا دیکھ کر پوچھنے لگی۔

"نہیں ٹھیک ہے"۔

"اچھا"۔ ماہین نے بیڈ پر اویس کے کپڑے رکھے اور خود اپنے کپڑے لے کر ڈریسنگ روم میں چلی گئی' اویس سوچ میں ڈوبا ہوا تھا اس نے اپنا موبائل آن کر کے رکھا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ ماہین کپڑے چینج کر کے آئی تو اویس کمرے سے غائب تھا اس کا موبائل بج رہا تھا' ماہین نے فون اٹھا کر دیکھا۔

"شاید شاہ زیب بھائی ہوں گے"۔ مگر موبائل اسکرین پر نگین کا نام لکھا ہوا آ رہا تھا۔

"یہ نگین کون ہے؟" وہ سوچنے لگی۔

"ہو گی ان کی کوئی فرینڈ"۔ اس نے سوچا' وہ ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔

"اویس تو یہاں کہیں قریب نظر نہیں آ رہے' میں خود ہی ریسیو کر لیتی ہوں"۔ یہ سوچتے ہوئے اس نے کال ریسیو کر لی۔

"ہیلو!" ماہین بولی۔



"اویس سے بات کرنی ہے مجھے"۔

"وہ تو ابھی ہیں نہیں یہاں آپ میسج دے دیں میں انہیں بتا دوں گی"۔

"آپ کون ہیں؟" دوسری جانب سے پوچھا گیا۔

"میں...... ان کی مسز...... ماہین اویس اور آپ؟"

"میں نگین' میری تعریف آپ اویس سے پوچھ لیجیے گا بتا دیں گے میں کون ہوں"۔ دوسری جانب سے قدرے طنز سے کہنے کے ساتھ لائن کٹ کر دی گئی' ماہین نے حیرت سے موبائل کو دیکھا۔

"میں نے کیا کرنا ہے آپ کی تعریف کروا کے' میں اپنی تعریف نہ کرواؤں اویس سے' مگر یہ تو اتنے اکھڑے ہیں مجھ سے نہ بات ہی نہیں کرتے میری تعریف وہ بھی یہ کریں گے ناممکن سی بات ہے اور جب یہ اپنی بیوی کی تعریف نہیں کر سکتے تو آپ کون ہوتی ہیں ان سے اپنی تعریف کروانے والی...... میری تعریف اویس سے پوچھیے گا' میں کیوں پوچھوں بھئی اویس سے"۔ ماہین موبائل واپس رکھتے ہوئے بڑبڑا رہی تھی' اویس کمرے میں آیا تو ماہین کو خود سے خود بولتا دیکھ کر چونکا۔

"اکیلے میں کمرے میں کس سے بات کر رہی ہو ماہین؟" اویس نے قریب آتے ہوئے پوچھا اور بیڈ پر رکھے اپنے کپڑے اٹھا کر آگے بڑھا۔

"کسی سے بھی نہیں' آپ کے لئے کسی لڑکی کی کال آئی تھی کہہ رہی تھی اس کی تعریف آپ کریں گے اور میں یہ سوچ رہی ہوں آپ نے ابھی تک میری تعریف نہیں کی تو کسی اور کی تعریف کیسے کر سکتے ہیں"۔ ماہین عام سے لہجے میں بولی' اویس اس کی بات سن کر چونکا۔

"میرے لئے کس کی کال آ گئی' کہیں نگین نے تو فون نہیں کیا تھا؟" یہ سوچتے ہوئے اویس نے واپس پلٹ کر موبائل اٹھا کر چیک کیا۔

"اوہ...... یہ نگین ہی تھی مگر اسے ابھی فون کرنے کی کیا ضرورت تھی' اگر ماہین کو شک ہو جاتا تو...... اس لڑکی کو ذرا عقل نہیں' ماہین سے یہ سب کہنے کی کیا ضرورت تھی اگر وہ اس بات کی کھوج میں لگ گئی تو اس بات کا علم ہوتے ہی ہنگامہ کھڑا کر دے گی اور ماما تو میری جان کو آ جائیں گی"۔ اویس ایک دم پریشان ہو گیا۔

"آپ تیار ہو جایئے پھر چلتے ہیں"۔ ماہین نے بول کر اپنی موجودگی کا احساس دلایا تو وہ موبائل آف کر کے رکھ گیا۔

"یہ آواز میں نے اس سے پہلے کہاں سنی ہے"۔ ماہین کو نگین کی آواز اور انداز دونوں نے اُلجھا کر رکھ دیا تھا' وہ سوچ رہی تھی مگر یاد نہیں آ رہا تھا اس سے پہلے کہاں اس آواز کو سنا ہے' اویس چینج کر کے آیا تو وہ سر جھٹک کر اویس کی جانب متوجہ ہو گئی۔ ماہین اور اویس نیچے آئے تھے تو آمنہ ان کی منتظر تھیں۔

"مامی! آپ بھی ساتھ چلیے نا ہمارے' اویس آپ کہیں نا مامی سے"۔

"ہاں ماما! آپ بھی چلیں ہمارے ساتھ"۔

"نہیں بیٹا تم لوگ جاؤ' میں تو اب آرام کروں گی' شادی کے کاموں نے تھکا کر رکھ دیا ہے"۔ آمنہ نے کہا۔

"اچھا آپ آرام کریں پھر"۔ اویس نے کہا' ماہین انہیں خدا حافظ اویس کے پیچھے چل دی۔ وہ دونوں لاؤنج کی طرف چلے آئے' وہاں پر سب کزنز موجود تھے سب کے ساتھ اویس کی خوش مزاجی کا مظاہرہ کر رہا تھا۔

"سب کے ساتھ ہنستے بولتے ہیں میرے ساتھ یہ ایسا کیوں کرتے ہیں آخر؟" ماہین سوچنے لگی۔

"ماہین اس بار تو مکمل چھٹی ہو گئی تمہاری اسٹڈیز سے شادی کر کے تم تو فائدے میں"۔ فریحہ ماہین سے بول رہی تھی۔

"سب سے زیادہ نقصان تو میرا ہی ہوا ہے' اتنی کم پڑھی لکھی بیوی ملی ہے مجھے"۔ اویس شریر لہجے میں گویا ہوا تو سب ہنسنے لگے۔

"بی ایس سی کم پڑھائی ہے آپ کی نظر میں"۔ ماہین نے بُرا مان کر پوچھا۔

"یار! گریجویشن تو آج کل ہر کوئی کر لیتا ہے' تم نے پروفیشنل ایجوکیشن لی ہوتی تو بات تھی"۔ اویس نے ماہین سے کہا۔

"آپ نے پروفیشنل ایجوکیشن لی ہوئی ہے نا بس وہی کافی ہے میرے لئے بھی"۔ وہ مزید بُرا مان کر بولی۔

"ہاں بھئی ہماری ماہین نے بی ایس سی کر لیا وہ بھی بہت ہے ورنہ فرح اور مائرہ تو وہ بھی نہیں کر سکی ہیں"۔ محسن نے کہا تو فرح اور مائرہ نے بُرا مان کر اسے گھورا۔

"یہاں ہمارا ذکر کرنا ضروری ہے کیا؟" مائرہ بُرا مان کر بولی۔

"ہاں ضروری تھا جب ہی تو بتایا' خیر اویس تم بتاؤ آگے کیا پروگرام ہے تم دونوں کا؟" محسن پوچھ رہا تھا۔

"کیسا پروگرام؟" اویس نے پوچھا۔

"یار! کہاں گھومنے جا رہے ہو تم دونوں' وہ پوچھ رہا ہوں میں"۔

"ابھی تو کہیں نہیں جا رہے' آفس میں بہت کام ہے آج کل ضرورت ہوگی تو سوچیں گے اس پر"۔ اویس نے صاف لفظوں میں کہیں بھی جانے سے منع کر دیا۔

"ان کے لئے کام اہم ہے میں اہم نہیں ہوں"۔ ماہین نے دکھی ہو کر سوچا۔

"یار! کام تو چلتے ہی رہیں گے' چلے جاؤ ماہین کو بہت شوق ہے گھومنے پھرنے کا"۔ شاہ زیب نے کہا۔

"اب اتنا بھی شوق نہیں ہے شاہ زیب بھائی! جب ان کے پاس ٹائم ہوگا تو دیکھیں گے' آپ میری چھوڑیں اپنی بتائیں کب شادی کر رہے ہیں آپ؟" وہ موضوع بدلنے کی غرض سے بولی۔

"تمہاری شادی کیا ہوئی' تمہیں سب کی شادی کی فکر ہونے لگی' ابھی تھوڑا ٹائم لگے گا اس میں' میرا کی اسٹڈیز کمپلیٹ ہو جائے گی تب ہوگی ان کی شادی"۔ فرح نے کہا۔

"ہاں اس عرصے میں ہم سوچ رہے ہیں فرح اور مائرہ کی شادی کرا دیں یار! گھر میں شادی کا ماحول رہے تو کافی گہما گہمی رہتی ہے' پہلے تم لڑکیوں سے فارغ ہو لیں پھر لگاتے ہیں اپنی باری"۔ محسن نے شرارت سے کہا تو فرح اور مائرہ کے ساتھ باقی لڑکیاں جھینپ گئیں' ماہین ہنس رہی تھی۔

☆

"میں وہی ہوں جسے تم پیار کیا کرتے تھے
دن میں سو بار میرا نام لیا کرتے تھے
کیا بات ہے کیوں مجھ سے خفا بیٹھے ہو
کیا کسی اور کو دل اپنا دے بیٹھے ہو"

اویس کے موبائل پر نگین نے میسج بھیجا تھا' اویس یہ قطعہ پڑھ کر سوچنے لگا۔

"پیار تو میں اب بھی تمہیں بہت کرتا ہوں' پہلے بیچ میں سماج کی دیوار تھی اور اب میرے تمہارے درمیان میری بیوی دیوار بنی کھڑی ہے' نگین میں کیا کروں ان حالات میں"۔ وہ بیڈ کے دوسرے کونے پر سوئی ماہین کو دیکھنے لگا۔

نگین نے دوبارہ میسج کیا کہ مجھے کال کرو۔

"ہاں کہو نگین! اس وقت کیوں فون کر رہی تھیں مجھے؟" اویس نے پوچھا۔



"تم نے کیا سوچا ہے اویس آگے کے بارے میں' مجھے صاف جواب چاہئے' آخر میں کب تک انتظار کی سولی پر لٹکی رہوں گی"۔ وہ اویس سے لڑ رہی تھی۔

"دیکھو نگین! صبح آفس میں بات کرتے ہیں"۔ وہ دھیمے لہجے میں بولا۔

"آفس میں تمہارا کزن میرے سر پر سوار ہوگا تو کیا بات ہو سکے گی' مجھے ابھی جواب چاہئے' گھر میں سب کو کیا کہوں میں' ہر ایک سوال کر رہا ہے مجھ سے تم آنے والے تھے نہ تم آئے نہ تمہاری فیملی آئی تو تمہاری شادی کا کارڈ' کیا یہی تھی تمہاری محبت؟" وہ اس پر بہت ناراض ہو رہی تھی۔

"دیکھو نگین! میں سب ٹھیک کر لوں گا تم مجھے سمجھنے کی کوشش کرو پلیز یار' تھوڑا ٹائم دو مجھے میں سب ٹھیک کر لوں گا"۔ اویس لجاجت سے بولا۔

"کیا ٹھیک کر لو گے' تم کہتے تھے تم آج منا لو گے اپنے ماما اور ڈیڈی کو' منایا نہیں نا' سارے وعدے جھوٹے نکلے تمہارے اور تم اب بھی ٹائم مانگ رہے ہو' ساری زندگی ٹائم ہی مانگتے رہنا کرنا کچھ نہیں"۔ نگین نے یہ کہہ کر لائن کٹ کر دی۔

"اوہ گاڈ! اس کے غصے کا کیا کروں میں"۔ اویس نے دوبارہ نگین کا نمبر ملایا مگر جواب ندارد تھا اس نے اس کی کال پک نہیں کی تھی۔

اویس وقفے وقفے سے مسلسل اسے کال کرنے کی کوشش میں مصروف تھا مگر نگین شاید اس سے شدید ناراض تھی' اسی لئے وہ اس کا فون ریسیو نہیں کر رہی تھی' اس پریشانی کی وجہ سے وہ ساری رات سو نہیں سکا تھا۔ ماہین فجر کے وقت اٹھی تو اویس جاگا ہوا تھا اور موبائل پر کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔

"یہ اس وقت کس کو میسج کر رہے ہیں؟" ماہین نے حیران ہو کر سوچا اور اٹھ کر وضو کرنے چلی گئی' ماہین کو جاگتا دیکھ کر اویس اپنی جگہ پر آ کر لیٹ گیا تھا تاکہ ماہین اس وقت اس سے سوال جواب نہ کر سکے۔ ماہین نماز کے بعد تلاوت کرنے بیٹھ گئی اور اویس شاید ساری رات کی بے آرامی کے بعد اب سو گیا تھا' ماہین کا دماغ ایک نقطے پر آ کر ٹک گیا تھا۔

"اویس مجھے دیکھ کر لیٹ کیوں گئے' فون پر کس سے بات کرنا چاہ رہے تھے' کون ہے ایسا جس کو اتنی صبح میسج کیا جا رہا تھا؟" ماہین مسلسل یہی سوچ رہی تھی' اس نے اویس کا موبائل چیک کرنے کی کوشش نہیں کی تھی ورنہ شاید اویس کی بے رُخی کا مطلب سمجھ جاتی۔

☆

صبح آفس میں نگین نے اویس سے بات تک کرنے کی کوشش نہیں کی تھی' اویس نے بات کرنے کی کوشش کی تھی مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"نگین! کیا بات ہے تم مجھ سے بات کیوں نہیں کر رہی ہو؟" اویس نگین سے پوچھ رہا تھا' نگین محسن کے آفس میں اکیلی تھی۔

"اویس......!" شاہ زیب اسے ڈھونڈتا ہوا محسن کے آفس میں چلا آیا تھا۔

"ہاں"۔ اویس نے شاہ زیب کی جانب پلٹتے ہوئے کہا۔

"مجھے اس پروجیکٹ پر تم سے بات کرنی ہے' تم میرے ساتھ چلو میرے کیبن میں"۔ شاہ زیب نے کہا' محسن جو احسان کے پاس گیا ہوا تھا لوٹ آیا۔

"شاہ زیب! تم یہیں بیٹھ کر ڈسکس کر لو ہو سکتا ہے میں تم دونوں کو کوئی مفید مشورہ دے سکوں"۔ محسن نے شاہ

زیب سے کہا۔

''او کے نہیں بیٹھتے ہیں چائے پلوا دو ابھی سی''۔ شاہ زیب وہیں بیٹھ گیا۔

''نگین! شاہ زیب کے لئے بہترین چائے بنا لاؤ''۔ محسن نے نگین سے کہا۔

''جی سر!'' نگین دل میں پیچ و تاب کھاتے ہوئے بولی۔

''چائے لے آؤ' نوکر بنا رکھا ہے مجھے' ایک بار اویس کے ساتھ شادی ہو جائے میری پھر محسن کو تو میں اچھی طرح دیکھ لوں گی' اویس کے ہاتھوں تمہیں اس آفس سے باہر نہ نکلوایا تو میرا نام بھی نگین نہیں''۔ نگین کو محسن کے حکم چلانے پر غصہ آیا تھا۔ شاہ زیب' محسن اور اویس تینوں سر جوڑے اس پروجیکٹ پر بات کر رہے تھے' وہ چائے لے آئی۔

''سر! آپ کی چائے''۔ وہ شاہ زیب سے بولی۔

''رکھ دیں' شکر کتنی ڈالی اس میں؟'' شاہ زیب نے پوچھا۔

''سر! ڈیڑھ چمچ آپ کی پسند کی چائے بنائی ہے میں نے''۔ وہ مسکرائی' اویس نے چونک کر اسے دیکھا۔

''اتنی شکر تو شاہ زیب صرف گھر کی چائے میں پیتا ہے' نگین کو کیسے پتا شاہ زیب کی پسند کی چائے کا''۔ اویس سوچ میں پڑ گیا۔

''ہم تینوں لنچ یہیں کریں گے' تم لنچ منگوا لینا' شاہ زیب تم کیا لو گے لنچ میں' اویس اور میں تو دال چاول لیں گے آج''۔ محسن نے نگین سے بولتے ہوئے شاہ زیب سے پوچھا۔

''شاہ زیب سر کو تو دال چاول پسند ہی نہیں ہیں سر! آپ کے لئے چکن منگوا لوں آپ کو چکن چاول پسند ہیں نا''۔ نگین شاہ زیب سے پوچھ رہی تھی' اویس پھر چونکا۔

''شاہ زیب کی پسند ناپسند سے آگاہ ہے مگر کیسے؟'' وہ پھر سوچ میں پڑ گیا۔

''ہاں منگوا لو اور ساتھ میں......'' وہ سوچنے لگا اور کیا منگواؤں۔

''اور کباب سر! کباب بھی تو اچھے لگتے ہیں آپ کو چاول کے ساتھ''۔ نگین فوراً ہی بولی' محسن مسکرا دیا۔

''اویس! تم دیکھو ابھی تو آغاز ہے ڈیئر! ابھی خود تمہیں پتا چل جائے گا مس نگین کے بارے میں سب کچھ''۔ محسن نے دل میں سوچا۔

''ہاں کباب بھی اور ساتھ پیپسی''۔ شاہ زیب نے کہا۔ اویس اب محسن کی کہی بات کو سوچ رہا تھا۔

''تم سے پہلے وہ شاہ زیب کے پیچھے تھی' جب وہ ہاتھ نہ لگا تو تم اس کے ہاتھوں بے وقوف بن گئے' محبت وہ تم سے بھی نہیں کرتی' دولت سے محبت ہے اسے' وہ صرف پیسے کے پیچھے بھاگتی ہے' تم اس غلط فہمی سے نکل آؤ کہ نگین کو تم سے محبت ہے''۔ محسن کے جملوں کی بازگشت اس کے کانوں میں گونج رہی تھی مگر دل اس پر یقین کرنے کو تیار نہ تھا۔

☆

رات اویس کسی کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا' ماہین کے ہاتھ میں دیوان غالب تھا' اویس نے ماہین سے پوچھا۔

''آپ کو شاعری سے شغف ہے ماہین؟''

''نہیں اتنا خاص نہیں' بس تھوڑا بہت پڑھائی کے دوران ہی پڑھا ہے''۔ ماہین نے کہا۔

''دیوان غالب تو آپ نے اس طرح ہاتھوں میں پکڑا ہوا ہے جیسے شعر اور شاعر دونوں ہی پسند ہوں آپ کو''۔ اویس نے کہا تو وہ ہنس دی۔

''مجھے تو یہ تک یاد نہیں رہتا کہ شعر غالب کا ہے یا میر کا' یہ تو میں اسٹڈی میں رکھنے جا رہی تھی' امی نے دیا تھا مجھے



ابھی کچھ دیر پہلے''۔ ماہین نے مسکراتے ہوئے بتایا۔

''اچھا غالب اور میر کو پڑھا ہے آپ نے؟'' اویس نے دلچسپی سے پوچھا۔

''نہیں جتنے شعراء سلیبس میں شامل تھے سب ہی کو پڑھا تھا' اقبال' حسرت موہانی' میر تقی میر' میر درد' داغ' بہادر شاہ ظفر وغیرہ''۔ وہ شاعروں کے نام بتانے لگی تو اویس ہنس دیا۔

''اور اس کے علاوہ فراز اور امجد اسلام امجد وغیرہ کو پڑھا ہے کبھی؟'' اویس نے پوچھا تو وہ نفی میں گردن ہلانے لگی۔

''نہیں کبھی نام نہیں ملا آپ نے پڑھا ہے ان لوگوں کو؟'' وہ پوچھنے لگی۔

''ہاں پڑھا ہے' اچھا چھوڑیں اس بات کو' کیا کرتی رہتی ہیں آپ سارا دن گھر میں؟''

''کچھ خاص نہیں' امی کوئی کام کرنے ہی نہیں دیتی ہیں مجھے''۔ ماہین نے بتایا۔

''پھر تو بور ہو جاتی ہوں گی آپ؟'' اویس نے کہا۔

''نہیں زیادہ بور تو نہیں ہوتی''۔

''یعنی تھوڑا بہت بور ہوتی ہیں آپ دن میں''۔

''نہیں ایسا نہیں ہے' بس سارا وقت فارغ رہتی ہوں اور سوچتی رہتی ہوں''۔ ماہین نے کہا۔

''کیا سوچتی ہیں؟'' اویس نے جاننا چاہا۔

''میں کیا سوچوں گی آپ کے بارے میں سوچتی رہتی ہوں''۔ وہ ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

''میرے بارے میں سوچتی ہیں' کیا؟'' اویس نے دلچسپی لی۔

''آپ کے نہ سمجھ آنے والے رویے کے بارے میں سوچتی رہتی ہوں' آپ میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہے ہیں' مجھے میرے کس ناکردہ جرم کی سزا دے رہے ہیں' یہی سوچ سوچ کر سارا دن کڑھتی رہتی ہوں''۔ ماہین کافی صاف دل کی مالک تھی اس لئے سچ بول گئی' اویس نے اسے دیکھا۔

''سوری اگر آپ کو میری کسی بات سے تکلیف پہنچی ہے''۔ وہ خفیف سا ہو کر بولا۔

''باتیں تو بہت سی ہیں اویس! کس کس بات کے لئے سوری کہیں گے آپ؟'' وہ پوچھ رہی تھی۔

''دیکھیں ماہین! میں بھی آپ کی طرح ایک عام انسان ہوں' اگر آپ کے پاس دل ہے تو میں بھی سینے میں دل رکھتا ہوں' حساس دل جسے درد بھی ہوتا ہے اور چوٹ بھی لگتی ہے' میں احساسات اور جذبات سے عاری نہیں ہوں''۔ اویس کافی دکھی لگ رہا تھا۔

''کیا صرف حساس دل آپ ہی کے پاس ہے اویس! دل تو سب ہی کا حساس ہوتا ہے' جذبات سب ہی کے ایک جیسے ہوتے ہیں' بس اپنی فیلنگز ایکسپریس کرنے کا انداز جدا ہوتا ہے' آپ کا دل اگر اتنا ہی حساس ہے تو پھر دوسرے کے جذبات کو کیوں ٹھیس پہنچاتے رہتے ہیں''۔ ماہین نے اویس کی بات کا جواب دیا۔

''کیا مطلب ہے آپ کا' میں تو خود ٹوٹا ہوا ہوں میں بھلا آپ کو کیسے تکلیف دے سکتا ہوں' میں تو خود درد کے صحرا سے گزر رہا ہوں اور مجھ سے زیادہ کون اس کسک کو محسوس کر سکتا ہے''۔ اویس کا اندرونی کرب اس کے چہرے پر نمایاں تھا' بے خیالی میں موضوع ان دونوں کی پرسنل لائف پر چل نکلا تھا۔

''اپنا درد مجھے دے دیں' میں آپ کو ہرٹ ہوتا نہیں دیکھ سکتی' اگر آپ درد میں ہیں تو میں کیسے سکون سے رہ سکتی ہوں' کوئی تو ایسی راہ ہوگی جس پر چل کر آپ کے درد کا مداوا ہو سکے گا' اگر میری وجہ سے آپ کو خوشی مل سکتی ہے تو وہ خوشی میں آپ کو ضرور دوں گی اویس! زخم کتنے ہی گہرے کیوں نہ ہوں بھر جاتے ہیں تو پھر آپ بار بار انہیں کیوں

فارغ ہوں گے تو چلیں گے کہیں''۔ اس نے اپنی ذات کا بھرم رکھنے کی غرض سے جھوٹ بولا۔

''تو بیٹا ابھی بھار آؤٹنگ پر تو جا سکتے ہو ڈنر ہی کر لیا کرو کبھی کبھار باہر جا کر تم کہا تو کرو اس سے کچھ نہ سب ہی کہیں نہ کہیں باہر جاتے ہیں تم دونوں انوکھے ہو جو کسی بات میں تم لوگوں کی دلچسپی ہی نہیں ہے تم بیوی ہو اس کی بیٹا اور پھر یہی دن ہیں گھومنے پھرنے کے بناؤ سنگھار کرنے کے یہ سب ابھی نہیں کروگی تو کب کروگی''۔ آمنہ اسے سمجھا رہی تھیں۔

''بیٹا! تم دونوں کے بیچ سب ٹھیک تو ہے ناں کوئی پرابلم تو نہیں ہے؟'' آمنہ نے اسے خاموش دیکھ کر پوچھا تو وہ چونک کر انہیں دیکھنے لگی۔

''تو کیا مامی بھی سب جانتی ہیں اویس کے رویے کا علم کیا انہیں بھی ہے''۔ وہ حیرت سے آمنہ کو دیکھ رہی تھی' جانے کیوں اس کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔

''اویس! آپ نے تو مجھے سب کے سامنے تماشا بنا دیا ہے''۔ احساس توہین سے اس کی آنکھوں سے پانی بہنے لگا اس نے آنسو روکنے کی کوشش کی تھی مگر وہ آج سارے بند توڑ کر بہہ نکلے تھے اس نے دھندلائی ہوئی آنکھوں سے آمنہ کو دیکھا انہوں نے آگے بڑھ کر اسے سمیٹ لیا تو وہ زور و شور سے رونے لگی۔

''مجھے اویس سے یہ امید نہیں تھی' وہ تمہارے ساتھ یہ سلوک کرے گا' میں خود بات کرتی ہوں آج اس سے کیا ہے یہ سب کیوں اس بچی کو سزا دے رہا ہے''۔ آمنہ بیٹے پر ناراض ہونے لگیں۔

''نہیں مامی! ایسا مت کیجئے گا' وہ کیا سوچیں گے میرے بارے میں' میں خود ہی اویس کو ہینڈل کر لوں گی آپ ان سے کچھ مت کہیے گا پلیز مامی''۔ وہ مچل گئی۔

''اچھا بیٹا! نہیں کہوں گی کچھ مگر بیٹا اگر وہ تمہارے ساتھ بے اعتنائی برت رہا ہے تو تم تو اس سے اپنا حق مانگ سکتی ہو نا' تم بیوی ہو اس کی اس کی محبت پر اب تمہارا حق ہے نا کہ کسی اور کا' اویس تو دیوانہ ہو گیا ہے نا سمجھی کا مظاہرہ کر رہا ہے بیٹا اگر تم اسے اس کے حال پر چھوڑ دو گی تو وقت گزرنے کے ساتھ تمہارے اپنے لئے پرابلمز کھڑی ہو جائیں گی' اسے واپس بلانا تمہارے لئے مشکل ہو جائے گا' خوشیوں پر سب کا حق ہوتا ہے اور تمہیں اپنے حصے کی خوشیاں لینی ہیں' کسی اور کی جھولی میں اپنی خوشیاں مت ڈالو مرد رشتوں کو نہیں نبھاتے بیٹا نبھانا تو عورت کو ہی پڑتا ہے اور پھر اپنے مرد کے آگے جھکنے میں بُرائی ہی کیا ہے بیٹا اس میں تمہاری ہی بھلائی ہے آج اگر تم ذرا سی جھکو گی اس کے سامنے تو ہی اپنے لئے اس کے دل میں جگہ بنا پاؤ گی' ورنہ ساری عمر وہ اس کے ہی پیچھے بھاگتا رہے گا''۔ آمنہ کے منہ سے اسے سمجھاتے ہوئے نکلا تو وہ ایک دم خاموش ہو گئیں۔

''کون مامی! اویس کس کے پیچھے بھاگ رہے ہیں؟'' وہ بے قراری سے پوچھنے لگی۔

''کوئی نہیں بیٹا! تم چھوڑو اس بات کو''۔ وہ اسے ٹالنے لگیں۔

''نہیں مامی! کوئی تو ہے اویس کی زندگی میں ان کے دل میں جب ہی تو وہ مجھ سے دور دور رہتے ہیں' بتایئے نا کون ہے؟ کہاں ہے؟ انہوں نے اس لڑکی سے شادی کیوں نہیں کی؟ مامی بتایئے نا پلیز''۔ وہ جاننے کے لئے بے تاب تھی۔

''بیٹا! وہ محبت نہیں بھول ہے اویس کی وہ جسے محبت سمجھ رہا ہے وہ محبت نہیں ہے' وہ لڑکی صحیح نہیں ہے اس کے لئے اسی لئے تو میں نے اویس کی شادی تم سے کی ہے' میرا خیال تھا اویس تم سے شادی کے بعد اسے بھول جائے گا مگر ایسا نہیں ہوا ہوتا بھی کیسے وہ تو اب بھی اسی کے ساتھ اس کے آفس میں ملتی ہے' بیٹا وہ لڑکی اگر میرے بیٹے سے واقعی محبت کرتی ہوتی تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوتا مگر وہ اویس کے پیچھے نہیں' اس کی دولت کے پیچھے ہے' اس لئے میں نے



اس لڑکی سے اویس کی شادی کرانے سے انکار کر دیا تھا اور اویس نے شادی کرنے سے' مگر پھر میں نے سب لوگوں کی وجہ سے اسے راضی کر لیا اور فوراً ہی اس کی شادی کر دی تا کہ وہ لڑکی اسے چھوڑ دے مگر وہ اتنی ڈھیٹ ہے کہ اب بھی اویس سے محبت کی بات کرتی ہے' اسے اپنی طرف راغب کرنے کے لئے کوشاں رہتی ہے' بیٹا تم میرے بیٹے کو اس عورت کے چنگل سے آزاد کرا سکتی ہو' تم ہی ہو جو اویس کو اس کی غلطی کا احساس کرا سکتی ہو' میں تمہاری ہر کوشش میں تمہارا ساتھ دوں گی بیٹا تم بس اس لڑکی کا خیال اویس کے دل سے نکال دو' اسے اپنی محبت میں دیوانہ کر لو تا کہ وہ اس کی جانب دیکھے ہی نہ''۔ آمنہ اس سے بول رہی تھیں۔

''مامی! وہ ہے کون؟'' ماہین نے پوچھا۔

''اویس کی سیکریٹری نگین نام ہے اس کا''۔

''نگین...... اوہ تو اس دن جب ہی اس نے مجھ سے کہا تھا میری تعریف اویس کریں گے تو وہ تم ہو جس کے خیالوں میں اویس گم رہتے ہیں' خیر میں دیکھ لوں گی تمہیں' میری زندگی میں تم اویس کو مجھ سے نہیں چھین سکتی ہو' میں بھی دیکھتی ہوں تم اپنے ارادوں میں کیسے کامیاب ہوتی ہو''۔ ماہین نے چشم تصور میں نگین سے مخاطب ہوتے ہوئے دل میں سوچا۔

''مامی! آپ بے فکر رہیں' میں اویس کو نگین کے پیچھے مزید نہیں بھاگنے دوں گی''۔ اس نے آمنہ سے کہہ تو دیا تھا مگر اب سوچ رہی تھی۔

''اگر اویس میرے نہ بن سکے تو کیا ہوگا' وہ لڑکی اگر اپنے ارادوں میں کامیاب ہو گئی تو میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا' میں کہاں جاؤں گی' اویس تو مجھ پر ایک نظر بھی نہیں ڈالتے میں کیسے یہ دعویٰ کر سکتی ہوں کہ وہ اس کو چھوڑ کر میرے ہو جائیں گے' اگر اویس نے اس کی خاطر مجھے چھوڑ دیا تو؟'' ماہین اس خیال کے آتے ہی گھبرا کر وحشت زدہ سی ہو کر باہر نکلی اور سامنے سے آتے اویس سے ٹکرا گئی' اس تصادم میں ماہین کا سر بڑی زور سے اویس کے شانے سے ٹکرایا تھا' وہ چکرانے لگی تو اویس نے اسے تھام لیا۔

''کیا ہوا ماہین! کہاں بھاگ رہی ہیں' کیا ہوا ہے؟'' وہ بڑی نرمی سے پوچھ رہا تھا' اس نے پلکیں اٹھا کر اُسے دیکھا' اس کی آنکھوں میں بے پناہ شکوے تھے' آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔

''آپ رو رہی ہیں' کیا ہوا ہے بتایئے مجھے؟'' وہ پوچھ رہا تھا۔

''اپنی قسمت پر رو رہی ہوں اویس! خود سے بھاگ رہی ہوں مگر خود سے بھاگ کر جاؤں گی بھی بھلا کہاں؟'' وہ دھیمے لہجے میں بولی اور خود کو چھڑاتے ہوئے اپنے آنسو پونچھے۔

''مجھے آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی آپ کمرے میں چل کر آرام کریں''۔ وہ اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا۔

''میری تو قسمت ہی خراب ہے تو طبیعت کا کیا کروں میں' مجھے نہیں کرنا آرام' وہاں بیڈ پر مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کسی نے میرے نیچے کانٹے بچھا دیئے ہوں' مجھے آرام نہیں آتا وہاں پر''۔ وہ رو رہی تھی۔ اویس کو اس کی حالت پر ترس آنے لگا' وہ اس کی دلی کیفیت سمجھ رہا تھا کیونکہ وہ خود بھی تو اس کرب سے گزر رہا تھا' وہ اسے تھامے ہوئے اپنے ساتھ لے کر کمرے میں آ گیا' وہ اس کے ہاتھ کو تھامے بے قراری سے روئے جا رہی تھی' اویس کو یہ اندازہ لگانے میں دیر نہیں لگی کہ وہ اندرونی خلفشار سے پریشان ہو کر رو رہی ہے' اویس نے اسے رونے دیا جب وہ خود روتے روتے چپ ہو گئی تو اویس نے اس سے کہا۔

''میں آپ کی تکلیف کو سمجھ سکتا ہوں ماہین! دیکھیں آپ اس طرح کریں گی تو بیمار پڑ جائیں گی اس طرح رونے سے

پکھ تو نہیں ہوگا بھاور نہیں آپ کافی ڈسٹرب لگ رہی ہیں' سو جائیں آرام کریں گی تو بہتر محسوس کریں گی"۔ اویس بول رہا تھا۔

"ڈسٹرب تو آپ نے مجھے ایسا کیا ہے اویس کہ شاید ہی سکون ملے مجھے اب"۔ وہ دل میں سوچنے لگی۔

"کیا سوچ رہی ہیں' چلیں سو جائیں صبح اٹھیں گی تو فریش ہوں گی"۔ وہ پھر بولا تو وہ خاموشی سے آنکھیں موند کر لیٹ گئی۔

"اویس! کیا یہ آپ جناب بولنا ضروری ہے آپ مجھے تم کیوں نہیں کہتے؟" وہ آنکھیں کھول کر بولی۔

"اوکے بابا! اب تم سو جاؤ ورنہ مجھے ماما کو بلانے پڑے گا ابھی"۔ اویس نے تم کہا تو وہ مسکرا دی۔

"اب ٹھیک ہے گڈ نائٹ"۔ وہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر آنکھیں بند کر کے سونے کی کوشش کرنے لگی اویس گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔

"ماہین! میں تمہیں دکھ نہیں دینا چاہتا مگر کیا کروں میرا دل میرے بس میں نہیں ہے' دل مجھے تمکین کی جانب بھیجتا ہے تو دماغ تمہاری طرف' میری سمجھ میں نہیں آتا میں کس طرف جاؤں تمہارے پاس آتا ہوں تو دل تمکین سے بے وفائی کی دہائی دیتا ہے' تمکین کی طرف جاتا ہوں تو دماغ تمہارے ساتھ کی جانے والی زیادتی پر ملامت کرتا ہے' میں کیا کروں کس طرف جاؤں کس کی طرف ہاتھ بڑھاؤں کسے اپناؤں کسے چھوڑ دوں"۔ یہ پریشانی اویس کو مسلسل رہنے لگی تھی' تمکین سے بات کر کے وہ اب خود کو ماہین کا مجرم سمجھنے لگتا تھا اور ماہین سے بات کر کے دل تمکین کا مجرم بنا دیتا تھا' یہ سب اویس کو جھنجلاہٹ میں مبتلا کر جاتا تھا۔ ماہین تو اس سارے سلسلے میں بالکل بے قصور تھی' وہ تو جانتی بھی نہیں تھی کہ اویس کے دل میں کوئی اور ہے' اسے تو بے قصور ہی سزا مل رہی تھی۔ اویس' ماہین کو آج یوں اُلجھا بکھرا دیکھ کر متفکر سا ہو گیا تھا۔

☆

اگلے دن صبح جب وہ جاگی تو اویس آفس جانے کی تیاری میں بہت بزی تھا' اسے اٹھتا دیکھ کر اس کی جانب متوجہ ہو گیا۔

"گڈ مارننگ ماہین! اب کیسی طبیعت ہے آپ کی؟" وہ اس کے نزدیک چلا آیا تھا۔

"میری طبیعت کو کیا ہونا ہے ٹھیک ہوں میں بالکل"۔ وہ چونک کر بولی تو وہ مسکرا دیا۔

"صبح جلدی اٹھ کر مارننگ واک کیا کریں' صحت اور دماغ دونوں کے لئے اچھا ہوتا ہے"۔ اویس نے مشورہ دیا۔

"ٹھیک ہے کل صبح ہم دونوں ساتھ چلیں گے واک پر"۔ ماہین نے کھڑکیوں پر سے پردے ہٹاتے ہوئے کہا۔

"ابھی آفس کیلئے دیر ہو رہی ہے مجھے اوکے بائے"۔ اویس اپنا موبائل اور گاڑی کی چابی اٹھاتے ہوئے بولا۔

"آفس آپ کا اپنا ہے اگر دیر ہو بھی جائے تو کیا فرق پڑتا ہے"۔ ماہین نے کہا۔

"بہت فرق پڑتا ہے ڈیئر! آفس میرا نہیں ڈیڈی کا ہے' میں تو وہاں تنخواہ دار ملازم ہوں اور پھر اگر میں لیٹ جاؤں گا تو میرے آفس میں کام کرنے والے لوگوں پر میرا کیا امپریشن پڑے گا' وہ لوگ کہیں خود تو جلدی آتے نہیں ہیں ہم لوگوں کو پنکچول رہنے کی تاکید کرتے ہیں' بس اسی لئے میں کبھی دیر سے نہیں جاتا ہمیشہ وقت پر جاتا ہوں' اوکے شام کو بات کریں گے ابھی آفس جانا ہے بائے"۔ اویس اسے بائے کہتا باہر نکل گیا تو ماہین اس کے پیچھے چلی آئی۔

"آپ نے بریک فاسٹ کر لیا"' وہ سیڑھیاں اُترتا رک گیا اور پلٹ کر اسے دیکھنے لگا۔

"میں بریک فاسٹ کر چکا ہوں' آپ اب اکیلے ہی بریک فاسٹ کیجئے گا"۔ وہ یہ کہتا آگے بڑھا۔



"شام کو واپسی کب تک ہوگی آپ کی؟" وہ پھر پوچھنے لگی۔

"جس وقت واپس آؤں گا اسی وقت"۔ وہ بولا۔

"میں نے ٹائم پوچھا ہے آپ سے"۔ وہ اس کے مقابل آتے ہوئے بولی۔

"ٹائم کا مجھے خود بھی نہیں معلوم' اگر زیادہ کام نہیں ہوا تو جلدی بھی آ سکتا ہوں اور اگر کام زیادہ ہوا تو دیر بھی ہو سکتی ہے"۔ اویس نے کہا۔

"آج جلدی نہیں آ سکتے آپ؟" وہ پوچھنے لگی۔

"کیوں' آپ کو کوئی کام ہے مجھ سے؟" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا جہاں اس کی آنکھیں اُداسیاں بکھیر رہی تھیں۔

"یہی سمجھ لیں"۔ وہ بولی۔

"اوکے میں کوشش کروں گا' اب جاؤں میں؟" اس نے اجازت مانگی۔

"اگر میں کہوں نہیں تو کیا نہیں جائیں گے؟" ماہین پوچھ رہی تھی۔

"کیا بات ہے ماہین! آپ کو کوئی پرابلم ہے' رات سے آپ بہت ڈسٹرب لگ رہی ہیں مجھے"۔ وہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔

"جانے کیا ہوا ہے یا ہونے والا ہے مجھے کسی پل قرار ہی نہیں آ رہا ہے' جانے کیوں مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے میرا وجود قطرہ قطرہ ہو کر پگھل رہا ہے' بے چینی ایسی ہے کہ سکون کا لمحہ آتا ہی نہیں ہے' وحشت ہو رہی ہے یوں لگ رہا ہے جیسے یہ دیواریں آپس میں مل جائیں گی اور میں ان کے درمیان پس جاؤں گی' یوں لگ رہا ہے جیسے کوئی میرے جسم سے روح کھینچ رہا ہو' کیا میں مر رہی ہوں اویس؟" وہ پھر سے رات والی کیفیت میں آ گئی تھی' اویس پریشان ہو گیا۔

"نہیں تم بالکل ٹھیک ہو کچھ بھی نہیں ہوا ہے تمہیں' تم چل کر ناشتہ کرو پھر ہم دونوں کہیں باہر چلتے ہیں' تم فریش ہو جاؤ گی گھر میں رہ رہ کر بور ہو گئی ہو شاید جب ہی اس طرح بات کر رہی ہو"۔ وہ اس کے گرد بازو حمائل کرتا ہوا اسے ساتھ لیے آگے بڑھا اور ساتھ ہی اپنے آفس جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

"بور میں نہیں ہوئی ہوں اویس! زندگی شاید مجھ سے بور ہو گئی ہے"۔ وہ عجیب سے انداز میں بولی' اویس کو اس کی دماغی حالت پر شبہ ہونے لگا۔

"کہیں یہ سائیکی تو نہیں ہے' عجیب بہکی بہکی باتیں کر رہی ہے"۔ وہ پریشان ہو کر سوچنے لگا۔

"کیا آپ مجھے پاگل سمجھ رہے ہیں؟" اویس کے چہرے پر آنے والے اُتار چڑھاؤ کو دیکھ کر شاید اس نے بھانپ لیا تھا کہ وہ کیا سوچ رہا ہے۔

"نہیں یار! میں تو یہ سوچ رہا ہوں زندگی ہم سے بور کیسے ہو سکتی ہے' زندگی تو ہر پل ہم پر مہربان رہتی ہے"۔ اویس نے اپنے ذہن میں موجود بات کے پڑھ لئے جانے پر تھوڑا چونکتے ہوئے بات بنائی کہ وہ یہی سوچ رہا تھا۔

"مگر مجھ سے تو زندگی روٹھتی جا رہی ہے' میں جتنا اسے منا رہی ہوں وہ مجھ سے اتنا ہی بھاگ رہی ہے"۔ اس کے لہجے میں بچوں کی سی معصومیت تھی۔

"تمہیں غلط فہمی ہو گئی ہے ماہین! زندگی تم سے کیسے روٹھ سکتی ہے' تم اس طرح کی باتیں مت سوچا کرو"۔ اویس اسے کرسی پر بٹھاتے ہوئے بولا اور خود بھی اس کے سامنے ہی بیٹھ گیا۔

"انور! ماہین بی بی کے لئے ناشتہ لے آؤ"۔ اویس نے انور کو آواز دے کر کہا۔

(جاری ہے)

تہمینہ الیاس

آخری حصہ

مکمل ناول

# آنکھیں تیری

"روٹھ ہی تو گئی ہے جب ہی تو ساری خوشیاں مجھ سے ایک ایک کر کے چھنتی جا رہی ہیں"۔ وہ اپنی بات پر زور دیتے ہوئے بولی۔

"تمہاری ساری خوشیاں تمہارے پاس ہی موجود ہیں بس تم تھوڑا سا پریشان ہو گئی ہو اس لئے اس پریشانی میں تمہیں سب کچھ اُلٹ نظر آ رہا ہے' تم زیادہ سوچا مت کرو' جانتی ہو زیادہ سوچیں انسان کو پریشان کر دیتی ہیں"۔ اویس اس کا نازک ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولا۔

"مگر مجھے تو آپ نے پریشان کیا ہوا ہے"۔ وہ بڑی معصومیت سے بولی۔

"اوہ...... تو اس ڈپریشن کی وجہ یہ ہے"۔ اویس نے سوچا۔

"آپ خاموش کیوں ہیں کیا سوچ رہے ہیں؟" ماہین اسے سوچ میں ڈوبا دیکھ کر پوچھنے لگی۔

"اوں ہوں...... کچھ نہیں تم ناشتہ کرو"۔ انور نے ناشتہ ماہین کے سامنے رکھا تو اویس نے کہا۔

"ابھی دل نہیں کر رہا"۔

"تو ٹھیک ہے پھر میں آفس جا رہا ہوں' تم میری بات نہیں مانو گی تو میں بھی چھٹی نہیں کروں گا"۔ اویس نے دھمکی دی۔

"اچھا میں کر لیتی ہوں ناشتہ"۔ وہ منہ بناتی ہوئی بولی تو وہ مسکرا دیا۔ ناشتے کے بعد اویس نے اسے نیند کی ٹیبلٹ دے کر سلا دیا تھا تاکہ وہ تھوڑا فریش ہو جائے۔

شام تک وہ سوئی رہی تھی' ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ جاگی تھی وہ کھڑکی میں کھڑی سورج کی الوداعی کرنوں کو دیکھ رہی تھی' اسی وقت اویس کمرے میں داخل ہوا' اسے جاگا دیکھ کر اس کے نزدیک چلا آیا۔

"سورج کی الوداعی شعاعیں زمین پر پڑتی کتنی اچھی لگتی ہیں ناں؟" اویس بول رہا تھا۔

"اوں ہوں...... زمین سے زیادہ پانی میں اچھی لگتی ہیں' جب سورج سمندر میں اترنے لگتا ہے تو یوں لگتا ہے جیسے نیلگوں پانی میں کسی نے آگ لگا دی ہو"۔ ماہین بولی۔

"ہاں سمندر پر شام کا منظر بہت دلکش لگتا ہے' آسمان پر سمندر کے سائے بنتے نظر آتے ہیں"۔ اویس نے بھی کہا۔

"مجھے سمندر اور شام دونوں ہی اچھے لگتے ہیں"۔ ماہین نے بتایا۔

"آپ اچھی باتیں کر لیتی ہیں' آپ کو تو آرٹسٹ ہونا چاہیے تھا"۔ اویس نے تعریف کی تو وہ کھل اٹھی۔

"میں تو ہمیشہ ہی اچھی باتیں کرتی ہوں' یہ الگ بات ہے کہ آج آپ کو میری باتیں اچھی لگ رہی ہیں"۔ وہ خوشدلی سے بولی تو وہ مسکرا دیا۔

"ابھی آپ موڈ میں لگ رہی ہیں' آج خوب باتیں کرتے ہیں' بتائیے کس ٹاپک پر بات کی جائے آج؟" وہ اس کے اندر کا ڈپریشن دور کرنے کی غرض سے اس کے ساتھ باتیں کرنے کا پروگرام بنا بیٹھا۔

"جس ٹاپک پر آپ بات کرنا چاہیں اسی پر بات کرتے ہیں"۔ ماہین نے مسکرا کر کہا' تو وہ اس کی گہری سیاہ چمکدار آنکھوں میں دیکھنے لگا جو اب اسے ڈسٹرب کرنے لگیں تھیں۔

"چلیں میں آپ سے جنرل نالج کے سوال کر لیتا ہوں' دیکھتے ہیں کتنی ذہین ہیں آپ؟" اویس نے ازراہ مذاق کہا۔

"آپ میرا امتحان لینا چاہ رہے ہیں شاید"۔ ماہین نے کہا۔

"کیا تم امتحان دینے سے ڈر رہی ہو؟" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھنے لگا۔

"میں امتحان دینے سے نہیں ڈرتی' آپ نے میرے جتنے امتحان لینے ہوں لے لیں' میں ثابت قدم رہوں گی"۔ ماہین نے فوراً ہی کہا۔

"مگر مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے آپ میں ہمت کی کمی ہے"۔ اویس نے اس کے اوپر چوٹ کی۔

"بہت ہمت ہے مجھ میں"۔ وہ بڑے ضبط کے ساتھ بولی۔

"مجھے تو نہیں لگتا"۔ وہ چڑانے والے انداز میں بولا۔

"ان حالات میں' میں جس حوصلے اور ہمت سے جی رہی ہوں اس پر آپ کو شک نہیں ہونا چاہیئے"۔ وہ تپ کر بولی' تو وہ ہنس دیا۔

"کن حالات کی بات کر رہی ہیں آپ' اللہ کا شکر ہے ہمارے پاس سب کچھ ہے دنیا کی ہر نعمت ہے ناشکری مت کرو ان نعمتوں کی"۔ اویس بُرا مان کر بولا۔

"میں آسائشوں کی بات نہیں کر رہی ہوں' اگر ذہنی سکون اور توجہ نہ ہو تو بھی زندگی مشکل ہو جاتی ہے' کیا کرنا ہے میں نے اس دولت کا جب کاسۂ دل ہی خالی ہو تو یہ سب چیزیں بے معنی ہو جاتی ہیں"۔ وہ بھی بُرا مان گئی تھی اسی لئے قدرے غصے سے گویا ہوئی تھی۔

"دل...... چلیں دل کی بات نکل ہی آئی ہے تو دل ہی کی بات کر لیتے ہیں' آپ کا دل زندگی کے معاملے میں کیا نظریات رکھتا ہے؟" وہ اس کے دل کی باتیں جاننا چاہ رہا تھا کہ وہ کیا سوچتی اور کیا چاہتی ہے کس طرح کے دل کی مالک ہے' اسی لئے بات سے بات نکال رہا تھا۔

"میرا دل تو بہت ہی عام سی خواہشات رکھتا ہے' آپ اپنے دل کی باتیں بتا دیں' آپ کے دل میں کیا چل رہا ہے"۔ ماہین نے اُلٹا اسی سے سوال کر ڈالا۔

"میرا دل چاہتا ہے کہ میں پرندوں کی طرح آزاد فضاؤں میں اُڑتا پھروں' خوش خوش آسمانوں کی سیر کرتا رہوں' وہ کسی شاعر نے کہا ہے نا۔"

"کس قدر بے ساختہ پن چاہتی ہے زندگی
شاخ سے اُڑتا پرندہ دیکھنا اور سوچنا"

بس اسی طرز کا بے ساختہ پن مجھے اچھا لگتا ہے اپنی زندگی میں"۔ اویس بول رہا تھا۔

"اچھا اور محبت اور حسن کے بارے میں کیا سوچتے ہیں آپ؟" ماہین نے اب باقاعدہ اس کا انٹرویو لینا شروع کر دیا تو وہ ہنسنے لگا۔

"آپ ہنس کیوں رہے ہیں؟" وہ چونکی تھی اویس کے ہنسنے پر۔

"تم نے تو میرا انٹرویو شروع کر دیا' یوں لگ رہا ہے میں کوئی سلیبرٹی ہوں اور تم نیوز رپورٹر"۔ وہ ہنس رہا تھا۔

"سلیبرٹی ہی تو ہیں آپ اسی لئے تو اتنے نخرے ہیں آپ میں"۔ وہ سوچنے لگی۔

"آپ جو چاہیں سمجھیں مجھے میرے سوال کا جواب چاہیئے"۔ وہ ضدی بچے کی طرح مچل گئی۔

"حسن دیکھنے والے کی آنکھ میں ہوتا ہے اور محبت دل میں"۔ اویس نے عام سی بات کہی۔

"یہ تو ہر کوئی کہتا ہے' میں نے ہر انسان کا نظریہ نہیں پوچھا' آپ کی رائے پوچھی ہے"۔ وہ عام سا جواب پا کر چڑ کر بولی۔



"یار! حسن جہاں ہوتا ہے وہاں سب کو نظر آتا ہے اور جہاں محبت ہوتی ہے وہ بھی سب کو دکھائی دے جاتی ہے' اب حسن کے لئے کوئی فارمولا تو اپلائی کیا جا سکتا نہیں ہے نہ ہی محبت اصولوں' قاعدے اور ضوابط کی محتاج ہوتی ہے' ہر کوئی اپنی عینک سے' اپنی نگاہوں سے' دل سے' تجربے سے ان کی تعریف کرتا ہے یا مسترد کر دیتا ہے' لیکن یہ بھی ضروری نہیں ہے ایک ہی فارمولا ہر جگہ اپلائی کیا جائے' یہ تو اپنے اپنے احساس پر منحصر ہوتا ہے کون اس کو کس طرح محسوس کرتا ہے"۔ اویس بول رہا تھا۔

"یعنی آپ کی محبت اصولوں کی پابند ہے؟" ماہین نے سوال کیا۔

"زندگی کے کئی رنگ ہیں' اصول قاعدے اور ضابطے ہیں یا پھر یوں سمجھ لو کہ محبت کے بھی فارمولے ہوتے ہیں یا کئی انداز ہو سکتے ہیں' یہ تو ہماری اپنی سوچ پر ڈپینڈ کرتا ہے' جیسی ہماری سوچ ہوتی ہے سامنے کا منظر بھی ہمیں ویسا ہی دکھائی دیتا ہے' دیکھیئے نا بعض لوگوں کے لئے کوئی چہرہ خاص ہو جاتا ہے تو وہ اس کی نقش گری خود کرنے لگتے ہیں' نگاہ تو آئینہ ساز ہے وہ خود اس کو تراشتے نہیں' اس کی شبیہہ خود بناتے ہیں تاکہ وہ دوسروں میں نمایاں ہو جائے' اس کا سارے کا سارا کریڈٹ ان کو جاتا ہے' وہ محبت میں اس انسان میں وہ سب بھی دیکھ لیتے ہیں جو دوسروں کو نظر نہیں آتا"۔ اویس بڑے دلکش انداز میں محبت کی نقش گری کر رہا تھا' ماہین اسے دیکھے گئی۔

"بھئی یہ کیا بات ہوئی' وہ خود ہی بت تراش کر اسے دیوتا مان لیتے ہیں' دیوتا اور خود سے تراشے بت سے کچھ فرق تو ہونا چاہیئے نا' یہ لوگ ایسا کیوں کرتے ہیں پتھر کے صنم اور مجسم انسان سے کچھ فرق تو ہونا چاہیئے نا"۔ ماہین کو اویس کی باتیں دلچسپ لگیں تو وہ بحث پر اُتر آئی تاکہ وہ اویس کے ساتھ زیادہ سے زیادہ بات کر سکے۔

"ڈیئر! یہ معاملہ دل کا ہوتا ہے جب دل کسی پر نثار ہونے کو چاہے تو پھر وہ عام ہو یا خاص کیا فرق پڑتا ہے' پتھر کا صنم ہو یا گوشت پوست کا انسان محبت کی خیرہ نگاہی میں کمی نہیں آتی' محبت کرنے والے لوگ محبوب کی بے رُخی پر بھی اس کو چاہے جاتے ہیں' ان کی چاہت میں دن بدن اضافہ ہوتا رہتا ہے"۔

"اتنی گہرائی کہاں سے آ گئی محبت میں یہ تو بتائیں؟" ماہین نے ایک اور سوال داغا۔

"محبت تو سمندر سے بھی زیادہ گہری' چاندنی رات سے بھی زیادہ پراسرار ہوتی ہے' جاڑے کی چاندنی کی طرح ٹھنڈی رگ و پے میں اُتر جانے والی سحر انگیز شے ہے' مگر ان نازک احساسات کو وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو اہل دل اہل محبت ہوتے ہیں جن کے دل میں کوئی بستا ہے"۔ اویس بولا۔

"اگر کوئی کسی کو پا کر گنوا دے تو کیا تب بھی وہ انہیں اتنا ہی عزیز رہتا ہے یا پھر گردش ایام اس کی یاد پر گرد جما دیتی ہے"۔ جانے کیوں ماہین نے یہ سوال کیا تھا۔

"ہاں گنوا تو شاید میں نے بھی دیا ہے نگین کو"۔ اویس کے دل میں کسک سی ہونے لگی' زخم ایک بار پھر ہرا ہونے لگا۔ ماہین بغور اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی' اویس کے چہرے پر پھیلے سوز میں اضافہ ہو گیا تھا اور آنکھوں کی اُداسی کچھ اور گہری ہو گئی تھی۔

"کتنی محبت ہے انہیں اس لڑکی سے' آج بھی یہ اس کے لئے بے قرار ہیں"۔ ماہین نے سوچا۔

"جدائی بڑی کربناک ہوتی ہے' یہ زندگی کی ایک تلخ حقیقت ہے مگر خوشبو سے دوستی نبھانا محال ہے' سارے منظر اس طرح حسین رہیں' بادل اسی طرح آئیں' کوئل کوک رہی ہو' اگر جدائی آ جائے یا ہجر زندگی میں آ کر پڑاؤ ڈال دے تو زندگی' زندگی نہیں رہتی مگر یہ سب وہی لوگ محسوس کر سکتے ہیں جو لوگ ہار جاتے ہیں اور یہ مات انہیں ان ساری کیفیات سے آشنا کر جاتی ہے' اگر جیت جائے تو زندگی حسین ترین ہوتی' کوئل کی کوک دل میں ہوک سی مچاتی ہے'

دیوانے اپنی دیوانگی دنیا پر عیاں نہیں کرتے' خود پر خول چڑھا لیتے ہیں' دنیا کے لئے ہنستے ہیں' خوش رہتے ہیں مگر پس آئینہ ان کی شخصیت پر غبار ہوتا ہے اک ذرا سی ٹھیس آنسوؤں کی جھڑی لگا دیتی ہے' زخموں کے ٹانکے ادھیڑ دیتی ہے' تنہائی سی تنہائی' ویرانی سی ویرانی' ناخوشی ہوتی ہے مگر اس درد کا اس کسک کا بھی اپنا ہی مزا ہے' اس آگ میں جلتے ہوئے وہ کندن بن جاتے ہیں"۔ اس کے لہجے میں درد تھا' جیسے وہ اس کیفیت سے گزر رہا ہو۔

"آپ بھی درد جدائی کو محسوس کر لیتے ہیں' جبکہ آپ تو بڑی باغ و بہار طبیعت کے مالک لگتے ہیں"۔ اویس کے ہر پل لوگوں کے ساتھ ہنستے رہنے کی عادت کی جانب ماہین نے اشارہ کیا۔

"اب ضروری تو نہیں ہے کہ خوش باش نظر آنے والے لوگ ان ساری کیفیات کو محسوس نہ کرتے ہوں' ہوسکتا ہے وہ...... خیر جانے دو ان باتوں میں کیا رکھا ہے"۔ وہ کچھ بولتے بولتے رُک گیا۔

"نہیں' نہیں آپ اپنی بات مکمل کریں' ادھوری نہ چھوڑیں' دیکھیں ادھوری چیزیں مجھے اچھی نہیں لگتی ہیں' ذہن کو اُلجھا کر رکھ دیتی ہیں"۔ ماہین ضدی لہجے میں بولی۔

"میں بھی تو ادھورا ہوں' کیا میں بھی اچھا نہیں لگتا آپ کو؟" وہ دل میں ماہین سے مخاطب تھا۔

اویس! ابھی کچھ بولنا ہی چاہ رہا تھا کہ اس کا موبائل بجنے لگا' وہ موبائل سمیت کمرے سے باہر نکل گیا۔

"ہاں ہیلو نگین! کیسے کال کی؟" اویس پوچھ رہا تھا۔

"میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی ہے' شاید میں کل آفس نہیں آسکوں گی"۔ نگین بولی۔

"کیوں کیا ہوگیا تمہیں؟"

"آج آپ آفس کیوں نہیں آئے تھے؟"

"ماہین کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی اس لئے"۔

"ماہین نے ذرا سا بیمار ہونے کا بہانہ کیا بنا لیا آپ گھر میں بیٹھ گئے اس کی تیمارداری کے لئے' میرا ذرا خیال نہیں آپ کو' میں اتنے دن سے بیمار تھی آپ نے ایک کال کر کے پوچھا؟ آپ تو بزی تھے اپنی دلہن کی ناز برداریوں میں ایک میں ہوں جو آپ کے پیچھے بیوقوف بن کر پھر رہی ہوں آپ کو ذرا احساس نہیں ہے میرا"۔ وہ اس پر ناراض رہی تھی۔

"مجھے تو ہر وقت تمہارا ہی خیال رہتا ہے' تمہاری جتنی پرواہ کرتا ہوں میں اتنی تو شاید کبھی اپنی بھی نہیں کی' اچھا بتاؤ ڈاکٹر کو دکھایا تم نے؟" اویس بُرا مانے بغیر بولا۔

"ہاں ابھی ڈاکٹر کے پاس سے ہی آ رہی ہوں' کچھ ٹیسٹ ہیں کل وہ کروانے ہیں"۔

"او کے میں لے چلوں گا کل تمہیں' تم مجھے کال کر دیتیں میں آ جاتا"۔

"میں نے فون کیا تھا مگر تمہارا سیل آف جا رہا تھا"۔

"اچھا...... تم آرام کرو اب میں تمہیں کل لینے آ جاؤں گا"۔ اویس اس کی بیماری کا سن کر فکر مند ہوگیا تھا۔

"ٹھیک ہے پھر بات کروں گی"۔ نگین نے فون آف کیا۔ اویس اب نگین کے لئے فکر مند ہو رہا تھا۔

"کتنے دن ہوگئے ہیں نگین کو بیمار ہوئے' شاک بھی تو بہت گہرا لگا ہے اسے' اچانک میری شادی کی خبر نے توڑ کر رکھ دیا ہے' ماما کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا' کیا تھا اگر وہ میری شادی نگین سے کر دیتیں تو مگر جانے کیوں وہ غلط سمجھتی ہیں اتنی اچھی اتنی محبت کرنے والی لڑکی کو ٹھکرا دیا ماما نے"۔ اویس اب بھی نگین کے لئے فکر مند تھا' اسے صحیح اور آمنہ غلط لگ رہی تھیں' اب اُسے کیا معلوم تھا آمنہ جہاندیدہ خاتون تھیں' انہوں نے وہ دیکھ لیا تھا جو



دیکھ نہیں پایا تھا' اسی لئے تو انہوں نے نگین کو چھوڑ کر ماہین کا انتخاب کیا تھا مگر اویس کو آمنہ کا انتخاب غلط لگتا تھا' اب انتخاب کس کا غلط تھا' یہ فیصلہ تو وقت نے کرنا تھا۔

..........☆..........

"معلوم نہیں ماہین پر میری باتوں کا کیا اثر ہوا' وہ اویس کو واپس لانے کی کوشش کرے گی یا پھر اسے اس کے حال پر چھوڑ دے گی"۔ آمنہ اپنے کمرے میں بیٹھی سوچوں میں غلطاں تھیں۔

"کیا سوچا جا رہا ہے بیگم صاحبہ؟" احسان انہیں گہری سوچ میں ڈوبا دیکھ کر بولے۔

"یہی کہ اویس کی طرح ماہین بھی دنیا سے نرالی ہے"۔

"کیوں ماہین اور اویس نے ایسا کیا کام کر لیا جو وہ آپ کو دنیا سے نرالے لگنے لگے ہیں"۔ احسان چونک کر پوچھنے لگے۔

"آپ کے بیٹے نے شادی کے دوسرے ہی دن سے آفس جانا شروع کر دیا تھا کیا یہ عجیب بات نہیں ہے' دونوں ساتھ کہیں آتے جاتے نہیں ہیں کیا یہ عجیب بات نہیں ہے' دونوں میں لگاوٹ اور محبت نظر نہیں آتی کیا یہ عجیب بات نہیں ہے' کیا ان دونوں کو دیکھ کر لگتا نہیں ہے کہ ان کے بیچ کچھ مسئلہ ہے"۔ آمنہ کا لہجہ شکایتی تھا۔

"آپ کا بیٹا ابھی تک نگین کے چکر میں ہے حالانکہ محسن نے اسے وہاں سے ہٹا دیا ہے مگر وہ ہے کہ پورا وقت نگین کے آگے پیچھے پھرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے' نہایت ہی بے وقوف انسان ہے' ابھی تک اس لڑکی کو سمجھ نہیں سکا ہے اور ماہین کیا کر سکتی ہے جب آپ کا بیٹا اسے اہمیت نہیں دے گا تو وہ کیا کرے گی' گھر میں ہنگامہ کھڑا کر کے کیا تماشا بنائے گی"۔ احسان نے ماہین کی سائیڈ لی۔

"کوشش تو کر ہی سکتی ہے اویس کو راہ راست پر لانے کی' مگر نہیں اُسے اُس کی مرضی پر چھوڑ کر بیٹھی ہے' بیوی ہے اس کی حق ہے اس کا اس پر کیوں استعمال نہیں کرتی ہے اپنا حق"۔ آمنہ کو ماہین پر غصہ تھا۔

"میں سوچ رہا ہوں اویس کو کچھ عرصے کے لئے باہر بھیج دوں"۔

"ہاں یہ ٹھیک رہے گا' آپ ماہین کے بھی ساتھ جانے کا بندوبست کریں' اکیلے رہیں گے تو شاید ایک دوسرے کو سمجھنے لگیں گے"۔

"ہوں...... میں آج کل اسی کوشش میں ہوں' ماہین کے سارے پیپرز مکمل ہو جائیں پھر اویس کو کہہ دوں گا جانے کا مگر ابھی تم اویس کو اصل بات کی خبر بھی نہ ہونے دینا"۔ احسان نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں"۔ اب آمنہ کچھ مطمئن ہوگئیں۔

"جب اویس یہاں رہے گا ہی نہیں تو نگین سے رابطہ کیسے رکھ سکے گا' یہی ٹھیک رہے گا یہی آخر راستہ ہے اسے نگین سے دور کرنے کا"۔ آمنہ نے سوچا۔

..........☆..........

اگلے دن اویس خود نگین کو لے کر ہاسپٹل گیا تھا' اپنی موجودگی میں اس کے سارے ٹیسٹ کروائے تھے اور واپسی پر اسے اس کے گھر تک چھوڑ کر آیا تھا' نگین بہت خوش تھی۔

"اویس' اب بھی مجھ ہی سے محبت کرتا ہے' اگر اویس کے گھر والوں نے اس کی شادی کر دی ہے تو کیا ہوا وہ اب بھی میرا ہی ہے میں جب چاہوں وہ ماہین کو چھوڑ کر میرے پاس چلا آئے گا اور پھر میرے عیش ہی عیش ہوں گے' اویس کے آفس سے میں محسن کو ضرور نکلواؤں گی' اسے میری ہر خوشی سے بیر ہے' اسی نے تو آمنہ آنٹی کے کان میرے

خلاف بھرے تھے جب ہی تو انہوں نے میرے گھر آنے سے انکار کر دیا' اگر وہ آ گئی ہوتیں تو ماہین کی جگہ آج میں ہوتی' وہ سارے ٹھاٹ میرے ہوتے جو ماہین اس گھر میں کر رہی ہے' مگر اس کے یہ ٹھاٹ چند روزہ ہیں جلد ہی میں اویس کی زندگی میں آ جاؤں گی اور ماہین اس کی زندگی سے باہر ہو گی' بس ایک بار میرا نام اویس کے نام کے ساتھ جڑ جائے' پھر میں بتاؤں گی ان سب لوگوں کو اچھی طرح سے''۔ نگین دل میں پلاننگ کر رہی تھی' یہ سوچے بغیر کہ اویس اب کسی اور کا شوہر تھا' کسی کا گھر بگاڑ کر کسی کی خوشیاں چھین کر کیا وہ خوش رہ سکے گی' مگر نگین کو اس بات کی پرواہ ہی کب تھی' اس کی خوشی تو اویس کو پانے میں کم عیش و آرام کی زندگی میں زیادہ تھی' وہ اویس کے پیچھے تھی ہی کب جو یہ سب سوچتی' وہ تو پیسے کے پیچھے تھی محبت اور خوشی ہو نہ ہو دولت کا ہونا اس کی زندگی میں لازمی امر تھا' پہلے کی زندگی اس نے جیسے تیسے غربت میں گزار لی تھی مگر اب وہ امیر ہونے کے خواب بن رہی تھی' اویس کی دولت اس کے سارے خواب پورے کر سکتی تھی' اسی لئے وہ ابھی تک اویس کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔

☆

اویس رات کو جب گھر لوٹا تو ماہین اس کی منتظر تھی' وہ ریڈ کلر کے ہلکی سی ایمبرائیڈری والے سوٹ میں ملبوس تھی' لائٹ سے میک اپ میں وہ کافی اچھی لگ رہی تھی۔

''آپ کیا کہیں جا رہی ہیں؟'' اویس نے اسے تیار دیکھ کر سوال کیا۔

''جی آپ کے ساتھ آؤٹنگ کا پروگرام ہے آج''۔ وہ مسکرائی۔

''میں بہت تھکا ہوا ہوں' سوری پھر کسی دن چلیں گے''۔ وہ یہ کہتا ہوا جوتے اُتار کر بیڈ پر دراز ہو گیا۔

''زیادہ دور نہیں جائیں گے ناں' میں اتنی دیر سے تیار ہو کر آپ کا انتظار کر رہی تھی اویس پلیز چلیں ناں''۔ ماہین نے کہا۔

''آپ نے ناحق اتنی تیاری کی' ایک بار مجھ سے پوچھ تو لیتیں' موڈ آپ کا ہو رہا ہے آؤٹنگ کا میرا نہیں' آپ یوں کریں ڈرائیور سے کہہ دیں وہ آپ کو سیر کرا لائے گا''۔ اویس نے کہا تو اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

''کیا میری اتنی بھی اوقات نہیں ہے کہ میں کہیں آپ کے ساتھ جا سکوں' وہ ڈرائیور رہ گیا ہے مجھے گھمانے پھرانے کے لئے''۔ وہ اویس کی بات پر بُری طرح تپ اُٹھی' اویس نے اپنی زبان دانتوں تلے دبالی' اب اسے اپنی کہی بات کی سنگینی کا احساس ہوا تھا۔

''نہیں میرا مطلب یہ نہیں تھا' سوری اگر آپ کو بُرا لگا ہے تو''۔ وہ پریشان ہو کر جلدی سے بولا۔

''رہنے دیں اپنا سوری اپنے پاس ہی رکھیں' میں ابھی اور اسی وقت اپنے گھر جا رہی ہوں' آپ رہیے یہاں اکیلے اور اپنے ساتھ اسے گھمایئے گا جسے آپ میری وجہ سے اس گھر میں نہیں لا سکے''۔ ماہین غصے میں بول گئی تو وہ حیرت کی زیادتی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

''آپ کیسے جانتی ہیں یہ سب؟'' وہ اس کے سامنے کھڑا سوال کر رہا تھا۔

''نگین نے کال کر کے خود بتایا تھا مجھے' مگر اس وقت میں سمجھی کسی نے مذاق کیا ہے مجھ سے' مگر یہ نہیں معلوم تھا آپ کے ساتھ شادی کر کے میری اپنی زندگی مذاق بن کر رہ جائے گی''۔ ماہین غصے میں وہ بات بھی بول گئی جو آج تک اس نے آمنہ سے بھی چھپائی ہوئی تھی کہ شادی سے ایک دن پہلے نگین نامی لڑکی کی کال آئی تھی۔

''مگر نگین کو ضرورت کیا تھی آپ کو کال کرنے کی؟'' اویس کی سمجھ میں نہ آیا تو اسی سے سوال کرنے لگا۔

''مجھ سے پوچھنے کے بجائے یہ سوال نگین سے کریں''۔ وہ یہ بولتی وارڈ روب کی طرف بڑھی اور بیگ نکال کر بیڈ



رکھا اور اپنے کپڑے اس میں رکھنے لگی۔

''یہ کیا کر رہی ہیں آپ؟''

''بتایا تو ہے اپنے گھر واپس جا رہی ہوں' آپ اب اپنی مرضی کر لیجئے گا''۔ اس نے بیگ میں کپڑے ٹھونستے ہوئے بیگ کی زپ بند کی۔

''آپ کہیں نہیں جا رہی ہیں''۔ وہ اس کا بیگ اُٹھا کر واپس وارڈ روب میں رکھتے ہوئے بولا۔

''مجھے روز روز اپنی بے عزتی کروانے کا شوق نہیں ہے' مجھے نہیں رہنا ہے اب یہاں''۔ وہ نروٹھے انداز سے بولی۔

''میں نے آپ کی کوئی بے عزتی نہیں کی ہے' پھر آپ سے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ رہا ہوں' سوری پلیز آئندہ ایسی غلطی نہیں ہو گی''۔ وہ اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولا۔

''ٹھیک ہے لیکن اگر دوبارہ ایسا ہوا تو میں ایک منٹ کے لئے نہیں رُکوں گی''۔ وہ اس پر احسان کرتے ہوئے بولی۔

''ٹھیک ہے مت رُکیے گا مگر ابھی تو رُک رہی ہیں ناں؟'' ماہین کو اس وقت اس کا منانا کافی اچھا لگ رہا تھا' دل تو چاہ رہا تھا کچھ دیر اور روٹھی رہے اور وہ اسے یونہی مناتا رہے مگر اویس سے کوئی بعید نہیں تھا کب اس کا موڈ بگڑ جاتا اور اُلٹا منانے کے بجائے روٹھ جاتا تو وہ کیا کرتی اس لئے مان گئی۔

''جی آپ اتنا کہہ رہے ہیں تو رُک جاتی ہوں مگر ایک شرط پر''۔ اب اس نے شرط رکھی۔

''کیا شرط ہے''۔ اویس نے مارے باندھے پوچھا' ورنہ دل تو چاہ رہا تھا کہہ دے ۔

''جاتی ہو تو جاؤ مجھے نہیں پرواہ تمہاری''۔

مگر وہ ایسا کہہ نہیں سکتا تھا' سب کے سوالوں کا جواب جو نہیں تھا اس کے پاس' بس اسی لئے روک رہا تھا۔

''آپ ابھی مجھے آئسکریم کھلانے لے جا رہے ہیں''۔

''یعنی آپ نے باہر ضرور جانا ہے''۔ اویس نے تپ کر اسے دیکھا۔

''اب موڈ ٹھنڈا کرنے کے لئے تو جانا پڑے گا ناں تو چلیں پھر''۔ ماہین پوچھنے لگی۔

''چلیں! کھایئے سردی میں آئسکریم''۔ وہ گاڑی کی چابیاں اٹھاتے ہوئے بولا اور ساتھ ہی موبائل اُٹھایا تو ماہین نے موبائل اس کے ہاتھ سے لے کر آف کر کے واپس رکھ دیا۔

''یار! موبائل آف کرنے کی کیا ضرورت ہے؟'' وہ پوچھنے لگا۔

''اگر راستے میں آپ کی کال آ گئی تو میرا موڈ آف ہو جائے گا' اس لئے اسے گھر پر ہی رہنے دیں' اب چلیں بھی''۔ وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکل آئی' آمنہ ان دونوں کو ساتھ جاتا دیکھ کر خوش ہو گئیں۔

''کچھ تو عقل کی اس لڑکی نے' یا اللہ! ان دونوں کی جوڑی بنائے رکھنا' میرے مالک میرے بچے کو اس نگین کے چنگل سے نکال دے' میں ساری زندگی تیری احسان مند رہوں گی' یا اللہ! اویس پر نگین کی حقیقت کھول دے' اس لڑکی کے دل میں چھپے لالچ اور ہوس کو اویس پر عیاں کر دے' یا اللہ! اویس کے دل سے نگین کا خیال نکال دے' اس کے دل میں ماہین کی محبت ڈال دے تاکہ یہ ماہین کے ساتھ خوشیوں بھری زندگی گزار سکے' آمین''۔ آمنہ نے دل سے دعا کی تھی۔

ماہین' اویس کے ساتھ باہر آ کر کافی خوش تھی' ابھی کچھ دیر پہلے والی بات وہ یکسر بھلا چکی تھی۔

”جانتے ہیں مجھے سردیوں میں روز آئسکریم کھانے کا شوق ہے‘ فہد کے ساتھ روز جایا کرتی تھی آئسکریم کھانے“۔ وہ اویس کو بتا رہی تھی۔

”سردیوں میں آئسکریم کھا کر بیمار مت پڑ جایئے گا“۔ اویس نے کہا۔

”اب بیمار ہو جانے کے ڈر سے میں آئسکریم کھانا تو نہیں چھوڑ سکتی اور میں نے آپ کو کہا تھا یہ آپ جناب مت کیا کریں‘ مگر آپ مسلسل آپ، آپ کرتے رہتے ہیں‘ یہ آپ مجھے ہر وقت آپ آپ کہہ کر مخاطب کر کے کیا سمجھانا چاہتے ہیں آخر؟“ اب وہ اس سے پوچھ رہی تھی۔

”کچھ بھی نہیں‘ عادت ہو گئی آپ کہہ کر مخاطب کرنے کی‘ ورنہ ایسی کوئی بات نہیں ہے“۔ اویس نے گاڑی اسنو پی پر روکتے ہوئے کہا۔

”تو بدل ڈالیے اس عادت کو‘ مجھے بالکل اچھا نہیں لگتا آپ کا آپ کہہ کر مخاطب کرنا“۔ وہ اس پر رعب جما رہی تھی۔

”ٹھیک ہے بدل دوں گا عادت‘ آپ آئسکریم اندر چل کر کھائیں گی یا یہیں منگواؤں؟“ وہ پوچھ رہا تھا۔

”یہیں منگوا لیں“۔

”اوکے“۔ اویس نے کہا اور وہیں گاڑی میں ہی آئسکریم منگوا لی۔

”آپ جب لندن میں تھے تو کیا وہاں سردی میں کبھی آئسکریم کھائی ہے آپ نے“۔ ماہین پوچھ رہی تھی۔

”جی کھائی ہے کئی بار“۔

”تو پھر مجھے کیوں منع کر رہے تھے آپ ابھی یہاں تو اتنی سردی بھی نہیں پڑتی ہے“۔

”آپ کا مزاج بہت نازک ہے نا اس لئے کہہ رہا تھا“۔ لڑکا آئسکریم لے آیا تھا‘ اویس نے ایک کپ ماہین کو دیا اور دوسرا خود لے کر کھانے لگا۔

ماہین اِدھر اُدھر کی باتوں میں لگی ہوئی تھی جبکہ اویس خاموشی سے اس کو سن رہا تھا۔

............☆............

”کل رات آپ کا سیل آف کیوں آ رہا تھا؟“ نگین نے آفس میں آتے ہی پہلا سوال یہی کیا تھا۔

”ماہین نے آف کر دیا تھا“۔

”کل ماہین کہے مجھ سے بات کرنا چھوڑ دیں‘ تو وہ بھی چھوڑ دیجئے گا“۔ نگین نے جل کر کہا۔

”نگین! یہ پیپرز ٹائپ کر کے میرے آفس میں آیئے“۔ شاہ زیب نے کچھ پیپرز نگین کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔

”جی سر!“ وہ چڑ گئی شاہ زیب کے اس وقت وہاں آ جانے پر۔

”اویس! میرے کمپیوٹر میں کچھ پرابلم آ رہی ہے یار ذرا چیک کر لو آ کر“۔ محسن نے بھی اویس کو پکارا تو وہ محسن کی طرف چلا آیا جبکہ نگین شاہ زیب کے پیپرز کو لے کر ٹائپ کرنے بیٹھ چکی تھی۔ شاہ زیب اپنے آفس سے آ کر اپنے کام میں بزی ہو گیا تھا۔

”تمہارا پی اے کب واپس آ رہا ہے چھٹی سے؟“ اویس نے محسن سے پوچھا‘ نگین کا دھیان ان دونوں کی گفتگو پر لگا ہوا تھا۔

”کیوں تمہیں اس سے کوئی کام ہے کیا؟“ محسن نے اویس سے پوچھا۔



”نہیں میں تو ایسے ہی پوچھ رہا تھا“۔ اویس نے کہا۔

”مس نگین! یہ پیپرز ٹائپ کر لیں تو چائے بنا لایئے گا ہمارے لئے“۔ محسن نے پھر حکم چلایا۔

”میں اگر اس آفس کی مالک بن گئی محسن تو تمہیں چائے والے کی جاب دوں گی اس آفس میں“۔ نگین نے دانت کچکچا کر سوچا۔

محسن اور اویس اپنے کام میں بزی تھے وہ پیپرز ٹائپ کر کے شاہ زیب کے آفس چلی گئی۔

”اویس یار! وہ رحمٰن صاحب والی فائل کہاں ہے‘ احسان انکل مانگ رہے ہیں“۔ زیاد نے آ کر پوچھا۔

”شاہ زیب کے پاس تھی شاید“۔ اویس نے کہا۔

”اچھا...... تم وہ لے کر پہنچو احسان انکل کے پاس اور محسن تمہیں بھی بلایا ہے انہوں نے“۔ زیاد یہ کہتا ہوا واپس پلٹ گیا تو محسن اور اویس دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ اویس‘ شاہ زیب کے آفس میں چلا آیا۔

نگین‘ شاہ زیب کو پیپرز دے رہی تھی‘ ٹیبل پر رکھا گلاس نگین کا ہاتھ لگنے سے شاہ زیب پر گرا اور اس کے کپڑوں کو گیلا کر گیا‘ شاہ زیب جھنجھلا کر اُٹھ کھڑا ہوا۔

”کوئی کام ٹھیک سے نہیں ہوتا ہے آپ سے‘ سارے پیپرز خراب کر دیئے‘ اتنے گھنٹوں کی محنت کے بعد تیار کیے تھے میں نے اور آپ نے ایک پل میں میری ساری محنت پر پانی پھیر دیا“۔ وہ غصے سے چیخا۔

”سوری سر! میں بنا دوں گی یہ پیپرز‘ سر آپ کے کپڑے گیلے ہو گئے ہیں“۔ وہ اس کی گیلی شرٹ کو دیکھ کر بولی۔

”آپ کو کپڑوں کی فکر ہے جبکہ مجھے ان پیپرز کی فکر ہو رہی ہے‘ ابھی اگر پاپا نے یہ پیپرز مانگ لیے تو کیا جواب دوں گا میں انہیں“۔ وہ چڑ رہا تھا۔

”سر! آپ کو یہ پیپرز میں ٹائپ کر کے دے دوں گی“۔ وہ اپنا دوپٹہ اس کی گیلی شرٹ پر پھیرنے لگی۔

”واٹ نان سینس! یہ کیا کر رہی ہیں آپ‘ ہٹایئے اپنا دوپٹہ‘ دور ہٹیں یہاں سے“۔ شاہ زیب اس کی حرکت پر بُرا مان کر پیچھے ہٹا‘ دروازے میں کھڑا اویس خاموشی سے یہ سب دیکھ رہا تھا۔

”سر! میں تو صرف آپ کی شرٹ صاف کر رہی ہوں“۔ وہ شاہ زیب کے قریب ہوتے ہوئے بولی۔

”پانی ہی لگا ہے ناں صاف ہو جائے گا‘ آپ پلیز جایئے یہاں سے‘ کسی نے دیکھ لیا تو جانے کیا سوچے گا“۔ شاہ زیب کو وحشت ہونے لگی تھی۔

”مجھے فرق نہیں پڑتا ہے‘ جس نے جو سوچنا ہے سوچے‘ بات تو آپ کی ہے آپ کیا سوچتے ہیں میرے بارے میں سر؟“ وہ اس سے پوچھ رہی تھی‘ اویس اپنی جگہ حیران کھڑا تھا۔

”آپ انتہائی درجے کی کام چور ہیں‘ کوئی کام آپ ڈھنگ سے کر سکتی بھی ہیں‘ معلوم نہیں آپ کو اپائنٹ کس نے کیا تھا اس آفس میں“۔ شاہ زیب اس کی بات پر سلگ کر بولا۔

”سر! مجھے آپ کے کزن زیاد صاحب نے اپائنٹ کیا تھا آپ کی سیکریٹری کے لئے انٹرویو بھی انہوں نے لیا تھا مگر میں آپ کو پسند ہی نہیں تھی لیکن میں آپ کو پہلے ہی دن سے پسند کرنے لگی تھی“۔ نگین کی ذہنی رو بہک چکی تھی‘ اسے دھیان ہی نہیں رہا تھا کہ وہ کہاں ہے اگر اویس یہ سن لے تو کیا ہو گا۔

”دیکھیے! اویس تو آپ کے ہاتھوں بدھو بن چکا ہے‘ مجھے بنانے کی کوشش مت کیجئے‘ جایئے یہاں سے“۔ وہ درشت لہجے میں چیخا‘ وہ پلٹا تو دروازے میں اویس کھڑا تھا‘ نگین بھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے اویس کو دیکھنے لگی جس کی آنکھوں میں ملامت اور غصہ دونوں ہی تھے۔

''اویس! تم یہاں......'' شاہ زیب بھی اپنی جگہ پریشان ہو گیا تھا۔

''ہاں وہ ڈیڈی نے رحمٰن صاحب والی فائل منگوائی ہے' تم وہ لے کر آ جاؤ''۔ اویس وہیں سے کہتا ہوا پلٹ گیا۔

''مس نگین! یہ ٹیبل صاف کر دیجئے گا''۔ وہ رحمٰن صاحب والی فائل اٹھا کر گیلے پیپرز کے ساتھ ہی اٹھا کر نکل گیا۔ وہ احسان کے آفس میں آیا تو اویس گم صم سا بیٹھا ہوا تھا۔

''انکل! فائل''۔ وہ فائل احسان کی جانب بڑھاتے ہوئے بولا۔

''تمہاری شرٹ کیوں گیلی ہو رہی ہے؟'' انہوں نے پوچھا تو محسن نے پلٹ کر دیکھا۔

''انکل! پانی گر گیا اور ساتھ ہی یہ پیپرز بھی خراب ہو گئے' اب بابا جان مجھ پر ناراض ہوں گے کہ میں نے وقت پر کام نہیں کیا''۔ شاہ زیب نے بتایا۔

''وہ ناراض بالکل نہیں ہوں گے کیونکہ وہ گھر جا چکے ہیں صبح تک تمہارے پاس کافی ٹائم ہو گا دوبارہ بنا لینا''۔ وہ اپنی عینک درست کرتے ہوئے بولے تو اس نے سکون کا سانس لیا۔

''تھینک گاڈ! بچ گیا''۔ شاہ زیب نے شکر ادا کیا اور کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

..........☆..........

اویس جب سے گھر واپس آیا تھا بالکل خاموش تھا وہ خاصا ڈسٹرب لگ رہا تھا' اس کے چہرے اور آنکھوں میں عجیب سی اُداسی اور حزن و ملال چھایا ہوا تھا۔

''آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟'' ماہین نے پوچھا۔

''ہاں ٹھیک ہے''۔ وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر لیٹ گیا تھا۔

''آج آپ ضرورت سے زیادہ خاموش لگ رہے ہیں' کوئی پرابلم ہے کیا آپ کو؟'' ماہین اس کا ہاتھ آنکھوں پر سے ہٹاتے ہوئے بولی۔

''نہیں کچھ نہیں بس ایسے ہی''۔ وہ اُٹھ کر کھڑکی میں چلا آیا' وہ دور آسمان میں جانے کیا تلاش کر رہا تھا۔

''آپ کہاں کھوئے ہوئے ہیں' کیا بات ہے مجھے بتائیے اور یہ آسمان میں کیا تلاش کر رہے ہیں؟'' وہ آسمان پر بھٹکتی اس کی نظروں کا جائزہ لیتے ہوئے بولا۔

''تلاش کب کی ختم ہو چکی ہے' ستاروں سے بھرے آسمان میں بھلا کیا تلاش کرنا ہے میں نے''۔ وہ اُکتا کر بولا۔

''ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں''۔ ماہین نے کہا۔

''ابھی عشق کے امتحان اور بھی ہیں''۔ اس نے مصرعہ پورا کر دیا تو وہ واہ واہ کرنے لگی۔

''تو جناب! آج شاعری کے موڈ میں لگتے ہیں''۔ وہ داد دیتے ہوئے بولی۔

''نہیں ان مصرعوں میں چھپی سچائی پر غور کر رہا ہوں' کسی نے خوب ہی کہا ہے''۔

''ہاں شاعر بھی کیا خوب لکھتے ہیں' بعض اوقات شاعروں کے شعر پڑھ کر اور سن کر لگتا ہے جیسے یہ ہمارے ہی لئے کہا گیا ہو''۔ ماہین نے کہا۔

''ہوں...... کبھی کبھی ایسا بھی لگتا ہے مگر ماہین کیا ضروری ہے کہ زندگی میں آزمائشیں آئیں' کیا یہ ضروری ہے کہ منزل پر پہنچ کر پتا لگے جسے ہم اپنا مسکن مان رہے تھے وہ تو سراب تھا' سفر تو اب بھی باقی ہے اور مجھے بھی لگتا ہے ماہین! میرا سفر ابھی باقی ہے میں تو ابھی یہ بھی طے نہیں کر پا رہا ہوں کہ جانا کہاں ہے' کس سمت میں جا کے منزل کا نشان



ملے گا''۔ وہ کھوئے کھوئے لہجے میں بولا۔

''یہ تو سفر کا آغاز کرنے سے پہلے ہی طے ہو جاتا ہے کہ ہمارا پڑاؤ کہاں ہو گا' آپ کو یہ مشکل کیوں ہو رہی ہے؟'' وہ چونک کر پوچھنے لگی۔

''کبھی کبھی راہ میں سراب بھی نظر آ جاتا ہے اور ہم اس سراب کی کشش میں اس جانب بھاگنا شروع کر دیتے ہیں' مگر قریب جا کے پتا چلتا ہے کہ یہی وہ راہ تھی جو ہمیں بھٹکنے پر مجبور کر رہی تھی''۔ اویس کے لہجے میں عجیب سی کسک تھی۔

''ایسی کون سی راہیں تھیں اویس' جو آپ کو بھٹکنے پر مجبور کر رہی تھیں''۔ وہ پریشان ہوئی۔

''معلوم نہیں راستہ ملے گا بھی یا نہیں مجھے یا ساری عمر یونہی بھٹکتا رہوں گا''۔

''میرے ہوتے ہوئے آپ کبھی بھٹک نہیں سکتے' میں ہوں نا آپ کے ساتھ' ہم دونوں مل کر منزل ڈھونڈ ہی لیں گے''۔ وہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولی تو اویس اسے دیکھنے لگا۔

''میں ہی بے وقوف تھا جو نگین کے پیچھے بھاگ رہا تھا' ماما نے ٹھیک ہی کہا تھا نگین کے بارے میں' بس میں نے ہی اسے دیر سے پہچانا''۔ وہ دل گرفتہ ہو کر سوچنے لگا' اویس کے دماغ میں ابھی تک نگین کے جملے کی بازگشت ہو رہی تھی۔

''میں تو پہلے ہی دن پہلی ہی نظر میں شاہ زیب کو پسند کر بیٹھی تھی''۔ وہ وحشت زدہ سا ہو کر کمرے سے باہر نکل گیا' ماہین اسے دیکھتی رہ گئی۔

''کیوں کیا نگین تم نے میرے ساتھ ایسا؟'' وہ دل میں نگین سے مخاطب تھا۔

''صرف دولت پانے کے لئے تمہیں میری دولت سے پیار تھا' میرے ذریعے تم اپنے ادھورے سپنے' ادھوری آرزوئیں پوری کرنا چاہتی تھیں' مجھے صرف دولت مند بننے کا ذریعہ بنانا چاہتی تھیں' میرے دل کو تم نے کھلونا بنا کر رکھ دیا' دل میں تمہارے شاہ زیب تھا اور تم مجھے محبت کے نام پر صرف بے وقوف بنا رہی تھیں' کتنا کہا تھا محسن نے مجھ سے مگر مجھے اس کی کسی بات پر یقین نہیں تھا' محسن سچ ہی کہتا تھا' جب میں خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں گا تب ہی میری آنکھوں پر پڑی محبت کی پٹی ہٹے گی' آج محبت کی پٹی ہٹ گئی مگر مجھے ساری عمر کی بے چینیاں دے گئی ہے''۔

اویس دُکھی ہو رہا تھا مگر وہ اپنا دُکھ اسے بتا بھی تو نہیں سکتا تھا' غصہ تو اسے نگین پر بہت آیا تھا مگر اس نے نگین سے کچھ بھی نہیں کہا تھا' کہنے کا فائدہ بھی کیا تھا' وہ اب اس کی شکل دیکھنے کا بھی روادار نہ تھا' ہو سکتا تھا اویس اس سے بات کرتا تو وہ کوئی بات بنا لیتی پھر کوئی نیا جھوٹ بول کر اسے بیوقوف بنا لیتی' اویس اب اس پر اعتبار کرنے کے موڈ میں نہیں تھا' اسے اب اپنی بے وقوفی پر غصہ آ رہا تھا' کیسے وہ اس ہرجائی کے ہاتھوں بیوقوف بن گیا تھا۔

''آپ یہاں سردی میں کیوں بیٹھے ہیں' اتنی ٹھنڈ ہو رہی ہے اندر چلیں''۔ وہ اویس سے بولی۔

''جب اندر آگ لگ رہی ہو تو باہر کے موسم اثر انداز نہیں ہوتے''۔ اویس نے کہا۔

''کیا ہو گیا ہے طبیعت تو ٹھیک ہے آپ کی؟'' وہ اس کے نزدیک ہی بیٹھ گئی۔

''ہاں' تم جاؤ میں کچھ دیر اکیلا رہنا چاہتا ہوں''۔ اویس نے اس کی جانب دیکھے بغیر کہا۔

''کب تک یوں تنہا رہیں گے اویس! زندگی یوں نہیں گزر سکتی' آپ کیوں اپنی اور میری زندگی مشکل بنا رہے ہیں''۔ ماہین نے کہا تو وہ غصے سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

''آخر تم چاہتی کیا ہو' ہر وقت کیوں میرے سر پر سوار رہنے کی کوشش کرتی رہتی ہو' تنہا کیوں نہیں چھوڑ دیتی ہو مجھے'

تم خود کو کیوں زبردستی مجھ پر مسلط کرنا چاہتی ہو''۔ وہ تیز لہجے میں بول رہا تھا' ماہین ڈر کر دو قدم پیچھے ہٹی۔

''بولو جواب دو' خاموش کیوں ہو گئی ہو' کیا ثابت کرنا چاہتی ہو مجھ پر تم' بہت پرواہ ہے تمہیں میری یا پھر تم میرے اسٹیٹس کی وجہ سے میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو؟'' اب وہ ماہین سے بھی بدگمان ہو رہا تھا۔

''اسٹیٹس اویس! یہ اسٹیٹس ہمارے بیچ کہاں سے آ گیا' آپ مجھے لالچی سمجھ رہے ہیں؟'' وہ شاکی لہجے میں بولی۔

''میں کیا سمجھ رہا ہوں کیا نہیں اس کی بات نہ کرو جو پوچھا گیا ہے اس کا جواب چاہیے مجھے''۔ وہ اب اس سے بھی بدظن ہو گیا تھا۔

''میں بیوی ہوں آپ کی اویس! آپ نے شادی کی ہے مجھ سے' میں خود چل کر یہاں نہیں آ گئی ہوں' میں آپ کے اسٹیٹس پر نہیں آپ پر مرتی ہوں' اگر مجھے آپ سے محبت نہ ہوتی تو کب کی چلی گئی ہوتی آپ کے رویے سے بے زار ہو کر''۔ ماہین نے سچائی بیان کی۔

''میں نہیں مانتا محبت وحبت کچھ نہیں ہوتی' ہر انسان اپنی غرض کا غلام ہوتا ہے' آپ کی بھی کوئی نہ کوئی غرض ہو گی' بنا غرض کے آپ میرے ساتھ نہیں رہ رہی ہیں''۔ اویس کو اب ماہین کی محبت پر بھی شک ہونے لگا تھا۔

''آپ مجھ پر شک کر رہے ہیں اویس! مجھ پر...... میں آپ کے ساتھ اس لیے نہیں رہ رہی کہ آپ کی دولت کا مجھے لالچ ہے یا اس سے میری کوئی غرض پوشیدہ ہے' مجھے علم نہیں تھا اویس مجھے صلے میں یہ سب سننے کو ملے گا' لگتا ہے اب تک میں سراب کے پیچھے بھاگ رہی تھی' آپ اور میں شاید ایک ساتھ کبھی چل ہی نہیں سکتے' یا یوں کہہ لیں کہ آپ میرے ساتھ چلنا ہی نہیں چاہتے جب ہی تو یوں الزام لگا رہے ہیں مجھ پر' آپ کے پیچھے بھاگتے بھاگتے میرے پیر شل ہونے لگے ہیں' تھک گئی ہوں میں''۔ وہ پھر سے آنسوؤں میں ڈوبنے لگی تھی' آج پھر اس کی بھنورا سی آنکھوں میں اشک رواں تھے۔

''کس نے کہا ہے آپ کو میرے پیچھے آنے کو' مت آئیے مجھے ضرورت نہیں ہے کسی کی''۔ وہ سلگ کر بولا۔

''ضرورت ہی تو نہیں تھی آپ کو کبھی میری' میں تو آپ کی جھولی میں زبردستی ڈال دی گئی ہوں' گلے پڑا ڈھول تو پیٹنا ہی پڑتا ہے نا' میں نے آپ کو اپنا سب سے بڑا سہارا مان کر غلطی کی ہے شاید' آپ کیا میرا سہارا بنیں گے' آپ دو گھڑی سہارا تو دے نہیں سکے مجھے آج تک' زندگی بھر کا سہارا بننا تو دور کی بات ہے''۔ وہ مسلسل رو رہی تھی ساتھ ہی زبان پر شکوے بھی تھے۔

''میں نے کبھی آپ کو ایسی کوئی اُمید نہیں دلائی تھی ماہین!'' وہ جانے کیوں کٹھور بنا ہوا تھا' ماہین کے آنسو بھی اس کے دل پر اثر انداز نہیں ہو رہے تھے۔

''ٹھیک ہے' میں ہی بیوقوف تھی جو آپ سے اُمیدیں وابستہ کر بیٹھی تھی' آپ نے کبھی جھوٹا اقرارِ محبت بھی نہیں کیا' میں ہی پاگل تھی جو یہ سوچتی تھی ان روز و شب میں ایک دن ایسا بھی ہو گا جب آپ خود میرے پاس آئیں گے' مجھ سے اقرار کریں گے مگر نہیں آپ تو مجھ سے دو بول محبت کے کبھی نہیں بول سکتے' مجھے دولت کا لالچی سمجھا آپ نے' میں نے ساری زندگی آپ ہی کی طرح عیش و آرام میں گزاری ہے' روپے پیسے کی بھی پرواہ نہیں کی میں نے' آپ اگر غریب بھی ہوتے تب بھی میں آپ سے محبت کرتی' جھونپڑی میں رہ کر بھی آپ کے ساتھ خوش رہ سکتی ہوں' مگر یہ طعنہ برداشت نہیں کر سکتی اب میں بالکل نہیں رہوں گی اس گھر میں' صبح ہی چلی جاؤں گی اپنے گھر' آپ رہیں اپنے اس سونے کے محل میں تنہا اپنی دولت کے ساتھ''۔ وہ یہ کہہ کر تیزی سے اندر چلی گئی۔



''یہ میں نے کیا کر دیا' نگین کا سارے کا سارا غصہ ماہین پر اُتار دیا' یہ تو بے قصور ہے پھر میں اسے کس بات کی سزا دے رہا ہوں' میری گنہگار تو نگین ہے میں اسے غلط کہنے کے بجائے اسے کیوں اس کی طرح گردان رہا ہوں' ماہین کا مقابلہ نگین سے کیوں کر رہا ہوں' نگین کبھی ماہین کی برابری نہیں کر سکتی' کیونکہ وہ میری ماں کا انتخاب ہے اور میری ماں کبھی غلط نہیں ہو سکتی نہ ہی میری پھپھو کی تربیت غلط ہو سکتی ہے' میں نے کیسے کہہ دیا ماہین کو کہ وہ دولت کی لالچی ہے اس کی بھی کوئی غرض ہے جب ہی وہ میرے ساتھ رہ رہی ہے او گاڈ! میں ہمیشہ غلطی ہی کرتا رہوں گا کیا؟ اب ماہین کو کیسے مناؤں گا کیا کہوں گا اس سے گاڈ پلیز ہیلپ می''۔ ماہین کے جانے کے بعد اب اویس اپنی غلطی پر پچھتا رہا تھا' مگر اب کیا ہو سکتا تھا' اب تو تیر کمان سے نکل چکا تھا اور ماہین اس کے جملوں کے نشتر سے بُری طرح زخمی ہو چکی تھی۔

اویس وہیں پر پریشان سا بیٹھا تھا کافی دیر سوچنے کے بعد جب وہ کمرے میں آیا تو ماہین وہاں موجود نہیں تھی' اویس نے بالکونی میں اسے دیکھا مگر وہ وہاں بھی نہیں تھی' وہ کمرے سے باہر نکل آیا اِدھر اُدھر دیکھتا ہوا گھر کے پچھلے حصے میں چلا آیا' وہ دیوار سے لگی بیٹھی مسلسل روئے جا رہی تھی' اسے اپنی کم مائیگی پر رونا آ رہا تھا۔

''اویس حسن! کل میں آپ کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ جاؤں گی''۔ ماہین نے سوچا' اویس اس کے نزدیک چلا آیا۔

''آپ یہاں بیٹھی ہیں' میں آپ کو سارے گھر میں دیکھتا پھر رہا ہوں''۔ وہ اس کے قریب بیٹھتے ہوئے بولا تو وہ چڑ کر دور ہٹی۔

''کیوں' مجھے ڈھونڈنے کی ضرورت کیوں پیش آ گئی' بے فکر رہیں آپ کے گھر سے کچھ چُرا کر نہیں بھاگوں گی چور نہیں ہوں میں''۔ ماہین نے جل کر کہا تو وہ ہنس دیا۔

''چور تو آپ ہیں ماہین! اب آپ نہ مانیں یہ الگ بات ہے''۔ اویس نے کہا۔

''کیا چوری کیا ہے میں نے؟'' اب وہ لڑنے پر آمادہ ہوئی' اس کی آنکھیں شدت گریہ سے سرخ ہو رہی تھیں' ماہین کی آنکھوں میں ہزاروں شکوے مچل رہے تھے۔ اویس اٹھ کھڑا ہوا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھانے کی کوشش کی۔

''چلیں کمرے میں چل کر بتاتا ہوں''۔

''مجھے نہیں جانا کہیں بھی' یہیں پر بتائیں''۔ وہ مچل گئی۔

''دیکھیں! ٹھنڈ بڑھ رہی ہے' بیمار پڑ جائیں گی تو میرے لئے پرابلم ہو جائے گی''۔ اویس نے کہا۔

''اچھا ہے نا' آپ کی جان چھوٹ جائے گی مجھ سے' زبردستی کے بندھن سے نجات مل جائے گی آپ کو''۔ وہ بھنا کر بولی۔

''فضول باتیں مت کریں' اٹھیں یہاں سے''۔ اویس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے کھڑا کر دیا۔

''کمرے میں چل کر بات کرتے ہیں''۔ وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھا۔

''مجھے نہیں جانا' آپ نے جو بات کرنی ہے وہ یہیں پر کریں''۔ وہ ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرنے لگی' مگر اویس کی گرفت مضبوط تھی وہ اسے ساتھ لیے آگے بڑھ رہا تھا' ماہین مسلسل ہاتھ چھڑانے کی کوشش میں تھی۔

''دیکھیں! مجھے غصہ مت دلائیں' اگر مجھے غصہ آ گیا تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہو گا''۔ اویس رُک گیا تھا۔

''وہ تو ہو بھی نہیں سکتا' آپ بہت بُرے ہیں''۔ وہ اپنے آنسو پونچھتے ہوئے بولی' ماہین کی اٹھتی گرتی پلکیں اویس کے دل پر دستک دے رہی تھیں۔

اویس سر جھٹکتا آگے بڑھا' ماہین اس کے ساتھ کھنچ رہی تھی وہ اسے کمرے میں لا کر بیڈ پر بٹھاتے ہوئے خود بھی اس کے نزدیک ہی بیٹھ گیا تھا' اب ایک ٹک اسے دیکھ رہا تھا' وہ رونے کے بعد مزید حسین لگ رہی تھی۔

"ماہین! کیا ہم دونوں سارے شکوے شکایات بھلا کر اکٹھے نہیں رہ سکتے' اس چھت کے نیچے؟" اویس بول رہا تھا۔

"کیوں اب کیا ہو گیا' آپ شاید مامی اور اماں کی ناراضی کے ڈر سے ایسا کہہ رہے ہیں' بے فکر رہیں میں آپ پر کوئی الزام نہیں آنے دوں گی' مجبوری کے بندھن کبھی پائیدار نہیں ہوتے اویس! آپ کب تک مجبوراً مجھے برداشت کرتے رہیں گے"۔ ماہین نے سوں سوں کرتے ہوئے کہا۔

"میں یہ بات ماما یا پھپھو کے ڈر سے نہیں کہہ رہا ہوں' میں واقعی آپ کے ساتھ کا متمنی ہوں ماہین! کیا آپ میرے ساتھ رہیں گی بنا کسی شرط کے؟" اویس اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"میں نہیں مانتی ان باتوں کو ابھی کچھ دیر پہلے تو آپ کچھ اور کہہ رہے تھے' اب اچانک آپ کے رویے میں اتنی بڑی تبدیلی کیسے آئی' اب اچانک ایسا کیا ہو گیا کہ آپ مجھے منا رہے ہیں' ابھی تھوڑی دیر پہلے تو یہی زبان مجھ پر تیر برسا رہی تھی"۔ ماہین نے بڑی صاف گوئی سے پوچھا۔

"تمہاری یہی عادت تو مجھے اچھی لگتی ہے ماہین! تم جو دل میں ہوتا ہے وہی کہہ دیتی ہو' کاش سب لوگ تمہارے جیسے ہو جائیں صاف دل کے مالک تو زندگی کتنی اچھی ہو جائے گی"۔ اویس نے بڑے پیار سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے باتوں میں الجھانے کی کوشش مت کریں' اس تبدیلی کی وجہ؟" وہ ڈپٹ کر بولی تو وہ مسکرایا۔

"اب رعب جماؤ گی مجھ پر"۔ وہ اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولا تو وہ جھینپ گئی۔

"اوں...... ہوں...... اچھا لگا تمہارا یہ اپنائیت بھرا انداز' تم ہمیشہ ایسے ہی رہنا میرے ساتھ ماہین! کبھی بدلنا مت' جانتی ہو آج تمہارے آنسوؤں نے میرے دل پر چھائی ساری دھند دھو ڈالی ہے' بلیو می...... ماہین مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے' میں ساری زندگی تمہارے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں"۔ وہ ماہین کے شانوں کو تھامتے ہوئے اقرار محبت کر رہا تھا' ماہین کو یقین نہ آیا وہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔

"آپ اب جھوٹ بول رہے ہیں مجھ سے؟" وہ شاکی انداز میں بولی۔

"نہیں جھوٹ تو آج تک بولنا نہیں آیا تھا خود سے' آج پتا چلا ہے محبت ہوتی کیا ہے' آج تم نے احساس کروایا ہے' مجھے محبت کا' یقین کرو ماہین تم ہی میری محبت ہو"۔ وہ اقرار محبت کر رہا تھا۔

"کتنے چالاک ہیں' آپ صرف اپنا بھرم قائم رکھنے کے لئے مجھ سے محبت کا اقرار کر رہے ہیں"۔ وہ اب بھی یقین کرنے کو تیار نہیں تھی۔

"جاناں! یہ بدگمانی کیسے دور ہو گی تمہارے دل سے' تم ہی بتا دو جیسے کہو گی ویسے یقین دلانے کو تیار ہوں' کہو تو آسمان سے چاند توڑ لاؤں تمہارے لئے میں"۔ وہ شوخ لہجے میں بولا' وہ بڑی محبت پاش نظروں سے ماہین کو دیکھ رہا تھا۔

"مجھے ضرورت نہیں ہے چاند کی"۔ وہ منہ بنا کر بولی۔

"ہاں تمہارا چاند جو تمہارے پاس ہے"۔ وہ اس کے کندھے پر اپنا سر رکھتے ہوئے بولا تو اس نے چڑ کر اس کو دور کیا۔

"فاصلہ رکھ کر بات کریں' زیادہ فری ہونے کی کوشش مت کریں"۔ وہ چڑ کر بولی۔

"ہیلو! بیوی ہو تم میری"۔ وہ برا مان کر بولا۔



"مجبوری کا سودا ہوں میں یہ آپ ہی کے الفاظ ہیں"۔ وہ یاد دلانے لگی' تو اویس نے اپنا سر پیٹ لیا۔

"یار! اتنے پیار سے منا رہا ہوں' اب مان بھی جاؤ' دیکھو میں مانتا ہوں کہ میں نے بڑی زیادتی کی ہے تمہارے ساتھ' مگر میرا خدا گواہ ہے میں نے جان کر تمہیں کوئی تکلیف نہیں دی میں تو تمہیں تکلیف دینے کا سوچ بھی نہیں سکتا' میں مانتا ہوں جب میری شادی تم سے ہوئی تو میں کسی اور سے محبت کرتا تھا' مگر مجھے علم نہیں تھا وہ محبت میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی ہے' جس سے خدا نے مجھے بچا لیا اور میری ماں کی دعاؤں کا ثمر تھا کہ تم مجھے ملیں' تمہیں پا کر میں شروع میں خوش نہیں تھا' مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ تم بہت آہستگی کے ساتھ میرے دل میں اپنی جگہ بناتی چلی گئیں' اور مجھے احساس بھی نہیں ہوا کہ تم کب میرے دل میں آ کر بیٹھ گئیں' ابھی تو دھند کے بادل چھٹے ہیں اور تمہاری محبت کا دل کو یقین آیا ہے اب میری آنکھیں صرف تمہیں ہی دیکھنا چاہتی ہیں ماہین! تم نے مجھ پر جتنا غصہ کرنا ہے' کر لو تمہارا حق ہے مجھ پر"۔ وہ بول رہا تھا ماہین کو اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آیا اویس نے آج سارے حق اسے دے دیئے تھے۔

"کیا یہ سچ بول رہے ہیں' زندگی یوں بھی مہربان ہو سکتی ہے مجھ پر"۔ ماہین اب بھی بے یقینی کے عالم میں تھی۔

"اس طرح کیا دیکھ رہی ہو' بولو کیا ثبوت دوں تمہیں اپنی محبت کا کہ تمہیں مجھ پر یقین آ جائے"۔ وہ اس کے گرد بازو حمائل کرتے ہوئے بولا۔

"مجھے کوئی ثبوت نہیں چاہیئے آپ نے کہہ دیا اتنا ہی کافی ہے میرے لئے"۔ وہ دھیرے سے بولی۔

"یعنی ناراضی ختم؟" وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا۔

"مجھے نیند آ رہی ہے"۔ وہ شاید فرار کی راہ تلاش کر رہی تھی۔

"او کے سو جایئے گا' اتنی جلدی کیا ہے آج تو بہت ساری باتیں کرنی ہیں میں نے اپنے دل کی آپ سے"۔ اویس نے کہا۔

"ابھی مجھے سونا ہے"۔ وہ نروٹھے لہجے میں بولی۔

"گا کر مناؤں تو چلے گا"۔ وہ اس کی جانب جھک کر پوچھنے لگا۔

"رہنے دیں رات میں شور سے سب جاگ جائیں گے"۔ وہ ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی۔

"آپ میرے گانے کو شور کہہ رہی ہیں ماہین! میں اتنا برا نہیں گاتا ہوں آپ کی طرح"۔ وہ برا مان کر بولا۔

"آپ نے مجھے گاتے ہوئے کب سن لیا"۔ وہ اسے گھورنے لگی۔

"کبھی گاتی نہیں ہیں نا آپ اس لئے جان گیا برا ہی گاتی ہوں گی' جب ہی تو آج تک گنگنائی نہیں ہیں' کبھی میرے سامنے"۔ اویس نے کہا تو وہ برا مان کر اسے دیکھنے لگی۔

"آپ تو جیسے بہت سریلے ہیں ناں"۔ وہ اب لڑنے لگی۔

"ہاں ساتوں سر ہیں میرے گلے میں سنو"۔ اویس نے اترا کر کالر کھڑی کی اور گلا کھنکھارنے لگا۔

"بس' بس رہنے دیں"۔ ماہین نے اسے روکا۔

"سنو"۔

"کھویا کھویا چاند کھلا آسمان
تاروں کو کیسے نیند آئے گی ہو
آنکھوں میں ساری رات جائے گی

ہم کو بھی کیسے نیند آئے گی ہو......"

اویس بڑے خوبصورت انداز میں گنگنا رہا تھا' ماہین اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیا واقعی اویس! سچ کہہ رہے ہیں؟" دل اویس کی باتوں پر یقین کرنے کو تیار تھا' مگر دماغ میں سوال اٹھ رہے تھے۔

"یار! کیا سوچ رہی ہو' یہ بندہ پورے کا پورا تمہارا ہے' چلو کسی جھونپڑی میں پڑاؤ ڈالتے ہیں چل کہ"۔ اویس نے اس کی کہی بات کو شریر لہجے میں کہا تو وہ جھینپ گئی۔

"کیا آپ سچ بول رہے ہیں؟" وہ اب اس سے پوچھ رہی تھی۔

"ہاں یار! یہ دل صرف اور صرف تمہارا ہے بلا شرکت غیرے میرا دل اب تمہارے زندگی بھر کے ساتھ کا آرزو مند ہے' زندگی تمہاری دراز زلفوں کے سائے میں کٹ کے حسین ترین ہو جائے گی"۔ وہ اس کے قریب موجود تھا' ماہین کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا' اویس کے اقرار محبت نے اس کی وفاؤں کا مان رکھ لیا تھا۔

"ماہین! میری زندگی تمہارے بغیر ادھوری تھی' تم نے آ کر مجھے مکمل کر دیا ہے جاناں! میں نے اپنی نادانی میں زندگی کے محبت کے اتنے قیمتی پل ضائع کر دیئے مگر جان! اس آگ میں تنہا تم ہی نہیں جل رہی تھیں' اس کی تپش مجھ پر بھی پڑ رہی تھی' جب ہی تو میں تمہاری طرف لوٹ آیا ہوں' اب میں تمہارے ہر دکھ پر تکلیف کا ازالہ کر دوں گا' میری زندگی کا ہر دن ہر پل آج سے صرف اور صرف تمہارا ہے یار میری جانب دیکھو تو......" ماہین کے لبوں پر شرمگیں مسکراہٹ تھی اس کے گالوں پر گلاب کھل اٹھے تھے' اویس کی محبت نے اسے معتبر کر دیا تھا۔

"یار! اب میں اتنا بھی برا نہیں ہوں کہ تم ایک نظر بھی نہ دیکھو مجھے"۔ ماہین کی نظریں زمین پر جمی ہوئی تھیں۔

"کیا زمین پر لیٹ جاؤں میں؟" وہ پوچھنے لگا تو اس نے پلکیں اٹھا کر اویس کو دیکھا۔ اویس نے مسکراتے ہوئے اس کی آنکھوں کو چوم لیا۔

"جانتی ہو تمہاری ان سیاہ بھنورسی آنکھوں کا دیوانہ ہوں میں' ان میں میرا دل ڈوب ڈوب جاتا ہے' میں ان میں ڈوب گیا ہوں' کبھی نہ ابھرنے کے لئے"۔ اویس نے ماہین سے کہا۔

"مگر تمہارے ان سمندروں سے ڈر لگتا ہے جن میں اکثر طغیانی آتی رہتی ہے یہ کب اپنے مکین کو بے دخل کر دیں تو میں کہاں جاؤں گا"۔ اویس نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔

"انہیں طوفانی بھی آپ نے بنایا ہے' ورنہ یہ بڑے پرسکون رہتے تھے"۔ ماہین نے شکوہ کیا۔

"میں اتنا برا ہوں"۔ اویس نے برا مانتے ہوئے کہا۔

"آپ برے نہیں ہیں لیکن جو کچھ کر رہے تھے وہ اچھا نہ تھا"۔

"اب تو سب چھوڑ دیا ہے"۔ اویس نے صفائی دی۔

"میرا اعتبار کر لو پھر ایسا نہیں ہوگا' اب میں صرف تمہارا ہوں اور تمہارا ہی رہوں گا اگر ثبوت چاہیے تو وہ بھی دے دوں"۔ اویس نے شرارت سے کہا۔

"رہنے دیجئے' میں اعتبار کر لیتی ہوں"۔ ماہین نے اس کی آنکھوں میں موجود شرارت کو دیکھتے ہوئے جلدی سے قرار کر لیا۔

راتوں کی دھند کہیں چھٹ گئی تھی دور دور تک ہر شے صاف اور نکھری ہوئی نظر آ رہی تھی محبت نے اپنا اثر ظاہر کر دیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆